Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ (آل عمران:124)

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADAR Qadian

شمارہ 15

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

6-رجب 1437 ہجری قمری   14/شہادت 1395 ہجری شمسی   14/اپریل 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ حضور انور نے 8/اپریل 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے

قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے

توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اُسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اُس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور اُن کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اِس کارخانہ ءپُرحکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہئے لیکن اِس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہئے اور اِس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو، یہ مرتبۂ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اِس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مُدّت دراز اِس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے اُن میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اِس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے۔ تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانونِ ازلی کے رُو سے خداشناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے اُن پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر اُن آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو چشمہء یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے۔ وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنزِ مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اُس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہے۔

بعض نادانوں کو جو یہ وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں گویا وہ رُوح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم سراسر دلی کوری پر مبنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جبکہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اس کے ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسر کیونکر آسکتی ہے۔ اور اگر نبی کو جو جڑھ توحید کی ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہے گی۔ توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اُسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیّت جلّ شانہٗ کی ذات نہایت درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے اُس کو کسی کی ہدایت اور ضلالت کی پروا نہیں۔ اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اُسکی رحمتِ ازلی سے لوگ فائدہ اُٹھاویں۔ پس وہ ایسے دل پر جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قرب اوسبحانہٗ کا حاصل کرنے کیلئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اس کی فطرت میں ہے تجلّی فرماتا ہے اور اُس پر اپنی ہستی اور صفاتِ ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جس کو دوسرے لفظوں میں نبی کہتے ہیں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پھر وہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اُس پر ظاہر ہوا ہے دُوسرے لوگ بھی اُسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (یعنی کیا تُو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے) تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اُس کے دائمی غم اور حزن اور کرب وقلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اُس کی پُرجوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صَعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے لیکن اگر وہ پاک نبی اِس قدر دعا اور تضرّع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خُدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 114 تا 117)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جماعتِ احمدیہ یوکے کی تاریخ میں اشاعتِ اسلام کا ایک اوراہم سنگ میل

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے

پہلے باقاعدہ DAB ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن "Voice of Islam" کا افتتاح

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز تاریخی پیغام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07/فروری 2016ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر و عصر مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں دنیا کو اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کی تشہیر کرنے والے DAB ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن Voice of Islam کا افتتاح تختی کی نقاب کشائی فرمانے کے بعد دعا سے فرمایا۔ اس ریڈیو اسٹیشن پر خبروں کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر باہمی گفتگو اور سوال و جواب کے ذریعہ حالاتِ حاضرہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اسلام کی امن پسند اور حقیقی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جائے گی۔

حضورِ انور ایدّہ اللہ ازراہِ شفقت بارہ بجکر پچپن منٹ پر بعد دوپہر ریڈیو وائس آف اسلام کے سٹوڈیوز میں تشریف لے گئے جہاں پر پہلے یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ بعد ازاں حضورِ انور نے دعا کروائی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے کمپیوٹر کی سکرین پر ایک بٹن دبا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جس کے ساتھ اسٹوڈیوز سے سورۃ فاتحہ کی پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت اور اس کا انگریزی ترجمہ نشر کیا گیا۔ بعد ازاں ٹھیک ایک بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہّد و تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد انگریزی زبان میں اپنے ایک ولولہ انگیز اور تاریخی پیغام میں 24/گھنٹے روزانہ چلنے والے اس ریڈیو اسٹیشن کے قیام کا مقصد بیان فرمایا۔ اپنے اس پیغام میں حضورِ انور نے فرمایا کہ اس ریڈیو کے قیام کا مقصد لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانا نیز یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب اسلام ہر دَور میں راہنما ہے اور اسلام تمام انسانوں کے لئے امن اور محبت کا پیامبر ہے۔

چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

"With the Grace of Allah, today I am inaugurating the Voice of Islam radio station.

The purpose of the 'Voice of Islam' is to inform people of the true teachings of Islam and to make it abundantly clear that Islam's teachings perfectly conform and relate to the needs of every era and every person. God Willing, the listeners of this radio station will come to recognise that Islam's teachings are of peace, love and compassion for all mankind."

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہوئی۔ آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں اور حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیں۔ حضورِ انور ایدّہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ان امور کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:

"We, Ahmadi Muslims, believe that the Founder of the Ahmadiyya Muslim Community, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,(Peace be upon him) was sent by Allah the Almighty in accordance with the prophecies of the Founder of Islam, the Holy Prophet Muhammadصلی اللہ علیہ وسلم. And so we believe our Founder to be the Promised Messiah and Imam Mahdi (the Guided One). We further believe that he was sent to this world by God the Almighty to draw the attention of mankind to recognising their Creator and towards fulfilling the rights of one another. Based upon the teachings of Islam, the Promised Messiahas (Peace and Blessings of Allah be upon him) once said: 'Always remember that I consider the sphere of love and compassion to be extremely vast and so do not isolate any individual or nation. Unlike the ignorant people of today, I do not say that you should limit your love to Muslims alone. Certainly not! Rather I say that you must show love and compassion to all of God's Creation, no matter who it is - whether he or she is a Hindu, a Muslim or anyone else. I never like it when people try to limit their sympathy and love to only their own people. And so I admonish you again and again to never limit the scope of your compassion.'

Further, the Promised Messiah (Peace be upon him) said:

'Certainly you can never acquire true righteousness until you spend out of that wealth which you cherish and value for the sake and welfare of humanity. You must fulfil the rights of the poor and the deprived and you must love and help those who are vulnerable and stay away from all forms of wrong and waste."

حضورِ انور نے فرمایا کہ ریڈیو وائس آف اسلام 'انسانیت' کا پیغام دنیا میں پھیلائے گا۔ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچاتے ہوئے یہ باور کروائے گا کہ مذہبِ اسلام کی تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں بھی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی مل جل کر اور برادرانہ طور پر رہنا چاہئے۔ اپنے پیغام کے آخر پر حضورِ انور نے ریڈیو وائس آف اسلام کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس ریڈیو کے کاموں میں ہر لحاظ سے برکت ڈالے اور اسے توفیق دے کہ اسلام احمدیت کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرواسکے۔ اور لوگ اپنے پیدائش کے مقصدِ حقیقی کو سمجھتے ہوئے اپنے خالق، خدائے واحد، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔ چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

"Therefore, it is a message of humanity that the 'Voice of Islam' will broadcast to its listeners each and every day. In a clear and detailed manner, this radio station will enlighten the world about the true teachings of Islam and it will manifest the fact that Islam is a religion that teaches Muslims in all countries and in all eras to join together with the different groups in their societies in an effort to unite mankind in peace and to help their nations prosper and flourish. Certainly, Islam is that religion, which on the basis of its religious teachings and traditions, calls on Muslims to integrate in the very best possible way into their local societies.

May Allah bless the Voice of Islam radio station in every respect and enable it to fulfil its objectives to spread the true and peaceful teachings of Islam and most importantly, to make the people realise their duties towards their Creator - the One and Omnipotent Allah, Subhanahu Wa Ta'aalah - Ameen."

اس ریڈیو کی نشریات سے کسی بھی DAB ریڈیو کے ذریعہ لندن اور اس کے گردونواح میں جب کہ انکی ویب سائٹ www.voiceofislam.co.uk پر جاکر دنیا بھر میں کہیں بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4/مارچ 2016)

☆......☆......☆

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION

SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

خطبہ جمعہ

23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو اُمّتِ محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا

اس دن کی مناسبت سے جماعت میں یوم مسیح موعود کے جلسے ہوتے ہیں اور ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افراد جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے آپ کی بعثت کی اغراض کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کی تاکید

23 مارچ کے روز ایک دوسرے کو اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں

خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا
اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں

مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ اہلیہ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب (مرحوم) اور مکرم نور الدین چراغ صاحب ابن مکرم چراغ دین صاحب (مرحوم) کی نماز جنازہ حاضر اور مکرمہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب تعلقدار کی نماز جنازہ غائب اور مرحومین کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25/ مارچ 2016ء بمطابق 25/ امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

دو دن پہلے 23/ مارچ تھی۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔

پس آج ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس دن کی اہمیت ہے، جماعت میں اس دن کی اہمیت کے مدّنظر یوم مسیح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج سے دو دن پہلے بھی بہت سے جلسے ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افرادِ جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔ پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ پس ان ذمہ داریوں کو سمجھنے کیلئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہوگا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے۔ اور ان کو آگے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے یا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور‘‘ دوسری بات کہ ’’سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور‘‘۔ پھر یہ کہ ’’دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ چوتھی بات یہ ’’اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور‘‘۔ پھر یہ کہ ’’خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ، نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے‘‘۔

پس اس اقتباس میں سات بنیادی اور اہم باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانے کی ضرورت ہے جس کا خلاصۃً اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے ماننے والے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورتی اور زندہ مذہب ہونے کو دنیا کو دکھائیں۔ پس ہمارا پہلا فرض اور سب سے بڑا فرض جو ہمارا بنتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ ایک مقصد ہے۔ اور اب دنیا کو امّت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلامِ صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔ آپ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہوگا۔ دنیا کو دکھانا ہوگا کہ وہ خدا آج بھی اُسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص بندوں کو، اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے۔ صرف اُسی کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پس ہماری بقا اس واحد و یگانہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا سے جڑنے میں ہی ہے۔

جب 23/ مارچ کو ہم یوم مسیح موعود مناتے ہیں تو ہمیں ان باتوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ یہ باتیں

حضرت مسیح موعود دنیا میں پیدا کرنے آئے تھے اور ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں کیا ہم میں یہ باتیں پیدا ہوگئی ہیں یا کیا ہم اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پھر اور بہت سی جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقصد اور غرض کی کچھ تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعض اقتباسات مَیں پیش کرتا ہوں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ’’یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 132۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

’’اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّت غائی کیا ہے۔ (غرض کیا ہے؟ بنیادی مقصد کیا ہے؟) میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی جو حالت اِس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔ ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10)۔‘‘ (یعنی ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے اور اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری لی ہے اور اسی مقصد کے لئے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اَور کون سا وقت آئے گا؟ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر ہوگئی تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ (آل عمران: 124)۔‘‘ (یعنی اور بدر کی جنگ میں جب کہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے۔) فرمایا کہ ’’اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی۔ یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتواں ہو جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدۂ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اِس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیمی سنت سے حصہ پاتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 246-245۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک موقع پر بعثت مسیح موعود کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام نفاق طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (المؤمنون: 29)‘‘ (یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھے ہوئے اور جھوٹے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا) فرمایا کہ ’’کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو ان کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے‘‘۔ (انشاء اللہ)

’’اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔ مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ میں اسکو بھی اپنے سلسلے کی ترقی کیلئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اسکا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج 127 سال ہونے کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپ کے ساتھ ہیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ پس یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کے حصول میں معاون بنائیں اور اس فیض سے حصہ پائیں جو آپ کی بعثت کا مقصد ہے جو آپ کے ماننے سے ملنا ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ نے فرمایا آپ کو ہم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرما کر آپ کے سلسلے کو ترقی دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔

پھر اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدس کرے۔ الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بے وقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھّا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ مَیں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کو بدنام کرنے والا ہوگا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ مَیں نے کہا ہے فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ (جنگ کا جو پہلو تھا وہ بدل گیا ہے) اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل وقال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف وگزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل: 129)۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 61-60۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ تقویٰ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانی ہے۔ مسلمانوں کو بھی بتانا ہے کہ اسلام کا پھیلنا تقویٰ سے مشروط ہے۔ پس بجائے ظلم وتعدی میں بڑھنے کے تقویٰ پیدا کرو۔ تقویٰ میں بڑھو۔ یہ اسلام کے نام پر جو حملے ہوتے ہیں یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے بلکہ یہ بدنامی کا ذریعہ ہے اور معصوموں کا قتل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

گزشتہ دنوں میں بیلجیم میں جو معصوموں کا قتل ہوا ہے، یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے جس سے درجنوں معصوم قتل ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے ہیں یہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ وجدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ اور اس زمانے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں یہ پیغام پہنچا ہے۔ ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں اور اس حقیقی ہتھیار کو استعمال کریں جو اس زمانے میں مسیح موعود کو عطا فرمایا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازے میں تین ہزار ہوئی تھی۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی‘‘۔ اور فرمایا کہ ’’کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آ کر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 60-59۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی نور دکھانے کے لئے آپ کو بھیجا ہے اور یہ کہ عیسائیت کا عقیدہ تو ایسا ہے جس کی خود انہیں بھی سمجھ نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ’’گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں۔ غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن کو جو حقیقت کے جُویاں ہوں دکھاؤں۔ سچ یہی ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں

نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار رہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو سوال ہوگا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔ ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنے ایمان کو ان نشانات سے ثابت کر سکے جو مومنوں کے ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اُس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اِس زمانے کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اِس زمانے میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کروں۔ مبارک وہ جو ایک سلیم دل لے کر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھے تو اس کو قبول کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 331-330۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر مسلمانوں کے غلط عقیدے کا ردّ کرتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں اس حقیقت کو کھول کر مسلمانوں کو بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس غلط عقیدے کا استیصال کروں۔ اسے جڑ سے اکھیڑ دوں جو عیسائیوں نے مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثے سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔ مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تا کہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دُور کروں اور اسلام کی حقیت دنیا پر ظاہر کروں اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب، اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کے لئے خطرناک طور پر مضر ہیں اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما اور ترقیات کے لئے ایک روک ہیں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 332-331۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک موقع پر ضرورت مسیح کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''اس وقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ (سوال ہے۔) ''اگر دوسری وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے''۔ (باقی ضرورتیں چھوڑ و لیکن جو مماثلت حضرت موسیٰ کی امّت کے ساتھ امّت مسلمہ کو ہے اس لحاظ سے بھی ضرورت ہے۔) ''اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ غرض مَیں تو بروز کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو مُحدثات میں داخل ہے۔'' (جو نئی پیدا کی گئی باتیں ہیں۔) ''محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔ یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے ان کو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا۔'' (یعنی ایک اشارہ کی بات تھی، استعارہ کی بات تھی اس کو وہ سمجھے کہ حقیقتاً اسی طرح ہی ہونا ہے۔) ''اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھہر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے۔'' (یعنی وہی صورت جو اُن کے ساتھ تھی اب بھی وہی صورتحال پیش ہے۔) ''مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے، اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیاء کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحییٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اُتر آوے۔ پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں۔ مَیں یقینا کہتا ہوں کہ اگر ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئے گا کیونکہ آنے والا تو آ چکا۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 4-3۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

کاش کہ اس نکتے کو مسلمان سمجھ لیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ساتھ جڑ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں اور ہر سطح پر انصاف اور امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے خلاف جو غیر مسلم اور لادین طبقہ ہے اس کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھا کر ان مسلمانوں کو اسلام کی خدمت کرنے والے بننا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت پر چار قسم کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اوّل عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اس وقت سے مجھے ملا ہے جب سے کہ محمد حسین (بٹالوی صاحب) نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ حالانکہ ہم نے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے۔ جو لوگ عربی املاء اور انشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی) شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آ کر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنا لینا آسان ہے مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔''

دوسرا یہ ہے کہ ''دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دعا کی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ ان کا مقام تو بہت بلند ہے'' (کیونکہ ان کی طفیل اور اقتداء سے ہی تو یہ سب کچھ ملا ہے) اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی''۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی بھی نبی کی اتنی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جتنی آپ نے فرمایا کہ میری ہوئی ہیں۔) مَیں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالَم اُن کو جانتا ہے۔

تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے۔ چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا مگر ان اٹکل باز رمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور ملہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ملہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے لَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجنّ:28)۔ یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعۃ:80) میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں۔ پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جرأت نہیں کی۔ محمد حسین وغیرہ نے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رقیق عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اروی کچالو ہے مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔

غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لیے مجھے ملے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 278-277۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں۔ 17 ؍اگست 1899ء کو انہوں نے تحریر کیا کہ ''چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ (مولوی عبدالکریم صاحب خطوں کا جواب دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ) مَیں نے معمولاً رسالہ ''تریاق القلوب'' سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا'' (تسلی نہیں ہوئی) ''اور پھر مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟۔ میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے) آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔ حضرت (صاحب) نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ:

''میں نے پہلے بھی اِس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اِس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن احادیثِ صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا۔ الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایّد 17 ؍اگست 1899ء''۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور انہیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور انہوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرت قَسم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد، کذّاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اسے یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے مجمع میں قَسم کھائے؟ اَللّٰہُ اَکۡبَرۡ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرۡ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرۡ۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 327-326۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔'' (یعنی یہ سمجھو کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے پھر اپنے اوپر لاگو بھی کرو۔)

''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک

کوتم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں: ’’میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں نہیں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مَیں اَور ہو گیا ہوں، اُسے فائدہ نہیں پہنچتا۔‘‘ فرمایا ’’فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 73-72۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔‘‘ (آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔) ’’وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خَلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اُس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل: 16)۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیّت مسیح ابن مریم کی پاکر اُسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیمِ اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہمشکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘‘۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 تا 9)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنے والے مسیح موعود کو مان لیا اور بیعت کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو شکر کے سجدات بجالانے والے ہیں نہ کہ نظریں پھیر کر گزر جانے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب مسیح موعود کا ظہور ہوا اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور وہ اندھیرا زمانہ گزر گیا جس میں پہلے لوگ پڑے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ تھا ہم اس میں پیدا ہوئے جسکے انتظار میں بیشمار سعید روحیں اس دنیا سے چلی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس خدا سے ملایا جو زندہ خدا ہے۔ جو آج بھی سنتا ہے اور بولتا ہے جیسے پہلے سنتا اور بولتا تھا۔ پس ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں ایک بات اَور بھی کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دنوں 23/مارچ کے حوالے سے بعض لوگ جو آجکل طریقہ ہے ایک دوسرے کو masseges کے ذریعہ سے فون پہ، واٹس ایپ (WhatsApp) وغیرہ پہ مبارکبادیں دے رہے تھے۔ اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ ان مبارکباد دینے والوں کو ایک صاحب نے انہی پیغاموں میں اپنے پیغام کے ذریعہ سے ایک بڑا سخت قسم کا خط لکھ کر سختی سے روکا اور کہا کہ اس طرح تم لوگ بدعات میں پڑ جاؤ گے جیسا کہ باقی مسلمان پڑ گئے ہیں۔ حیرت ہے ان صاحب پر جو میرے خیال میں دینی علم بھی رکھتے ہیں اور نظام کا بھی ان کو پتا ہے۔ وہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ باقی مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت نہیں ہے جو کہ احمدیوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلط بات یا بدعت پیدا ہوتی نظر آئے گی تو اگر خلافت صحیح ہے اور خلافت حقہ ہے تو اسے خود ہی انشاء اللہ تعالیٰ روک لے گی۔ پھر اس طرف بھی دیکھنا چاہئے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ بھی ہے۔ لوگوں کی نیتوں پہ شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ کسی نے نیک نیتی سے دی ہوں گی۔ پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی۔ خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ یاد رکھیں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ ایک اکائی رکھیں۔ اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے مَیں ایک مثال دیتا ہوں۔ یہ تو ایک ایسی چیز نہیں ہے کہ جو انتہائی غلط ہو لیکن بعض بدعات جو مسلمانوں میں جاری ہیں ان کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کیا نقطہ نظر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ قضائے عمری جو جمعۃ الوداع پر گزشتہ چھوڑی ہوئی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں۔ چھوڑی ہوئی ساری نمازیں جمعۃ الوداع پر پڑھ لیتے ہیں یا جمعۃ الوداع پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ نمازیں معاف ہو گئیں۔ اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فضول امر ہے۔ کوئی شک نہیں بالکل فضول بات ہے۔ مگر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت علیؓ کے زمانے میں بے وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے روکتے کیوں نہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بن جاؤں کہ أَرَءَيْتَ الَّذِي يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى (العلق: 10۔11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اگر کسی نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارکِ مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو۔ کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمّتی ضرور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آ جاؤ۔

پس جنہیں فتوے کا حق تھا وہ تو اس قدر محتاط تھے لیکن یہ صاحب مبارکباد دینے پر ہی بے انتہا انذار کی خبریں دے رہے ہیں اور فتوے دے رہے ہیں۔ اگر انکے دل میں کچھ تحفظات تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ مجھے لکھتے۔ اور اگر روکنا تھا تو یہ خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ خود روکے یا جماعتی نظام کے ذریعہ سے روکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ دو جنازے حاضر ہیں۔ ایک جنازہ مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ کا ہے جو مکرم مصلح الدین صاحب سعدی مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 22/مارچ کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مصلح الدین سعدی صاحب جن کی یہ اہلیہ تھیں وہ مکرم عبدالرحیم صاحب درد کے بھائی تھے جو امام مسجد فضل رہے ہیں اور انہوں نے یہاں بڑا کام کیا ہے۔ سعدی صاحب کی وفات 1965ء میں ہو گئی تھی۔ مرحومہ نے 41 سال کا بیوگی کا لمبا عرصہ بڑے صبر شکر سے گزارا۔ ان کے ایک بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زمانے میں وہاں اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ یہ صاحبزادے بھی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے جلال الدین اکبر صاحب یہاں ہیں جو یوکے میں نائب سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کرتے رہے ہیں۔ مرحومہ کو خلافت سے بڑا تعلق اور عقیدت تھی۔ تبلیغ کا شوق، قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شوق، دعاگو اور صابرہ اور شاکرہ تھیں۔ گزشتہ چھ سال سے کافی بیمار تھیں اور بیماری کو بھی بڑے صبر اور شکر سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل میں ہمیشہ وفا کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ احمدیت کو قائم رکھے۔

دوسرا جنازہ نورالدین چراغ صاحب کا ہے جو چراغ دین صاحب مرحوم قادیان کے بیٹے تھے۔ 15/مارچ کو 45 سال کی عمر میں ان کو دل کا دورہ پڑا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق بھی قادیان سے تھا۔ دس سال سے زائد عرصہ سے یوکے میں مقیم تھے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ ان کی بہن لکھتی ہیں کہ بچپن سے انہوں نے غربت دیکھی تھی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق عطا فرمایا تو لالچ نہیں پیدا ہوا بلکہ بہت سے لوگوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ ان کی ایک ڈائری ملی ہے جس میں 47 لوگوں کا ذکر ہے جن کی آپ باقاعدگی سے مالی مدد کیا کرتے تھے۔ ایک غیر احمدی نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ بڑے سچے اور فرشتہ صفت تھے۔ نمازوں کے پابند، خلافت سے انتہائی درجہ تعلق رکھنے والے، بزرگان سلسلہ کا احترام کرنے والے نوجوان تھے۔ مرحوم کی والدہ اور باقی فیملی قادیان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خاص طور پر ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ سکون دے۔

ایک جنازہ غائب ہے جو سیدۃ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب تعلقدار بنگالی کا ہے۔ یہ 20/مارچ کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ یہ بہار میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید موسیٰ رضا بھاگل پور بہار کے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں ان کے والد نے 15 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ پھر ان کی شادی عبدالباری صاحب تعلقدار سے ہو گئی اور مشرقی پاکستان چلی گئیں۔ تقسیم ہندوستان کے بعد یہ لوگ وہاں چلے گئے۔ عبدالباری صاحب نے 1946ء میں حضرت مصلح موعود کے زمانے میں بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پھر یہ لوگ ربوہ منتقل ہو گئے اور 20 سال سے زائد عرصہ ان کے خاوند باری صاحب نے، فضل عمر ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں کام کیا جو وقف جدید کے تحت چل رہی تھی۔ یہاں آپ کے بیٹے عبدالخالق صاحب بنگالی ہیں جو اپنے حلقے میں کافی جانے جاتے ہیں۔ جماعت میں کافی خدمت کرتے ہیں۔ عبدالباری صاحب نے اپنے بچوں کو اردو سکھانے کے لئے اپنی بیوی سمیت ربوہ بھجوا دیا تھا اور وہاں بنگلہ دیش میں (یہ اس وقت مشرقی پاکستان تھا) بڑے اچھی آسائش کی زندگی گزار رہی تھیں اور نوکر چاکر موجود تھے لیکن بچوں کی خاطر اور تربیت کی خاطر یہ لوگ ربوہ آ گئے اور پھر یہیں رہے تا کہ اردو سیکھیں اور جماعت کا زیادہ پتا لگے اور خلافت کے قریب رہیں۔ اس لحاظ سے انہوں نے بڑی قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو ان مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے انہوں نے قربانی دی اور ربوہ میں آ کر رہیں۔ یہ تین جنازے انشاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا ابھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدر آباد

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

مکرم عبدالعزیز محمد الشریف صاحب

مکرم عبدالعزیز زکی محمد الشریف صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1951ء میں ہوئی اور پھر 2009ء میں تقریباً 58 سال کی عمر میں انہیں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مذہبی پس منظر اور دنیاداری

مَیں مصر کے شہر طنطا میں پروان چڑھا جہاں سیدی بدوی نامی ایک صوفی ولی اللہ کی قبر ہے۔ میرے والد صاحب سیدی بدوی کے عقیدتمندوں میں سے تھے اور والد صاحب کی ان سے محبت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب محکمہ اوقاف کی طرف سے سیدی بدوی ٹرسٹ کے تحت بنائے گئے گھروں میں سے ایک گھر میرے والد صاحب کو مل گیا۔ والد صاحب معمولی ملازم تھے لیکن متدیّن مزاج اور نمازوں کے پابند تھے اور مجھے بچپن سے ہی ہمیشہ اپنے ساتھ نماز کیلئے لے جاتے تھے۔

گھر کے دینی ماحول اور والد صاحب کی توجہ کی وجہ سے دورانِ تعلیم دینی امور کے ساتھ شغف بڑھتا گیا لیکن جب یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کر کے میں نے میڈیسن کی ایک انٹرنیشنل کمپنی میں بحیثیت اکاؤنٹنٹ کام شروع کردیا۔ اسی دوران جب میں نے شادی کی تو میری توجہ اپنے کام اور خاندان کی طرف زیادہ ہوگئی اور دینی پہلو اس حد تک کمزوری کا شکار ہوگیا کہ میں نے نماز بھی چھوڑ دی اور دنیاداری میں ہی غرق ہوکر رہ گیا۔

بے وضو نماز!

اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بچے عطا فرمائے اور میں مادی لحاظ سے ان کی بہتر زندگی کی خاطر دن رات کام کرنے لگا۔ اسی دھن میں 1992ء میں زیادہ کمائی کی خاطر میں سعودی عرب چلا گیا۔

سعودی عرب کے بارہ میں میرے بہت اچھے خیالات تھے لیکن وہاں پر اخلاقی اور روحانی لحاظ سے جو کچھ مَیں نے دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔ امر بالمعروف نامی کمیٹی کے ارکان لوگوں کو جبراً نماز پڑھاتے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اس کمیٹی کے خوف سے بے وضو ہی نماز کے لئے روانہ ہوجاتے تھے۔ نماز تو خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتی ہے لیکن ایسی جبر واکراہ کی نماز اللہ سے محبت تو درکنار خود نماز کی محبت بھی دل سے نکال دیتی ہے اور جبر ختم ہوتے ہی انسان اس قید سے آزاد ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسری جانب اخلاقی گراوٹ اور سخت دلی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی۔ چھلکے پر بہت زور تھا اور مغز کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

متضاد طرز عمل

بعض آئمۂ مساجد اپنے خطبوں میں یہود ونصاریٰ پر لعنتیں بھیجتے تھے لیکن شاید انہیں یاد نہیں رہتا تھا کہ جس لاؤڈ سپیکر اور مائیکروفون کو وہ استعمال کررہے تھے یا وہ تمام اشیاء جو ان کی روزمرہ کی زندگی کو پُرآسائش بنانے میں اہم کردار ادا کررہی تھیں وہ انہی یہود ونصاریٰ نے ہی ایجاد کی تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ مولوی تو منافقانہ طرز عمل کے مرتکب ہورہے ہیں اور اسلام کی صحیح تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔

شرک کے قائل توحید کے علمبردار!

میرے دل میں اب یہ خیال بھی بشدّت پنپنے لگا تھا کہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہے۔ اوراس وقت تو میرا شک یقین میں بدلنے لگا جب میں نے ایک طرف مسیح دِجال کے بارہ میں ایسی عجیب وغریب مبالغہ آمیز باتیں سنیں جو اسے الوہیت کے مقام تک لے جاتی تھیں اور دوسری طرف مسیح ناصریؑ کے معجزات کے بارہ میں اس قدر مبالغہ آرائی کا علم ہوا جو انہیں الوہیت کے مقام پر پہنچا دیتی تھی۔ یوں جہالت اور لفظوں کے ظاہری معانی تک محدود رہنے والی فاسد سوچ پر مبنی غلط تفاسیر نے مسیح دجال اور مسیح ناصریؑ کو خدا بناڈالا تھا۔

سائنس اور مذہب کو لڑانے کی کوشش

ابھی یہ عقائد کی مشکلات کم نہ ہوئی تھیں کہ انہی ایام میں مجھے مفتی سعودیہ کی ایک کتاب ملی جس میں انہوں نے قرآن وسنت سے زمین کے بیضوی نہ ہونے پر 70 دلائل درج کئے تھے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ مفتی صاحب زمین کی گردش کے بھی حق میں نہیں تھے بلکہ انہوں نے زمین کی گردش پر یقین رکھنے والوں کو بھی جہالت کا طعنہ دیا تھا۔

میں حیران ہوگیا کہ تمام سعودیہ اور اسلامی ممالک کے مدارس کی کتب میں یہ معلومات پڑھائی جاتی ہیں جن کا مفتی صاحب انکار کررہے ہیں اور یوں تمام مدرّسین اور تمام مدارس کے مہتممین اور سارا تعلیمی نظام ہی مزعومہ ''جہالت'' سکھاتا ہے جو مفتی صاحب کے بقول قرآن وسنت کے خلاف ہے!!

علاوہ ازیں کچھ اور بھی ایسے امور تھے جن کی بنا پر میرے ذہن میں سوالوں اور اعتراضات کی بھرمار ہونے لگی اور میرے دل میں اپنے موروثی عقائد اوران علوم کے بارہ میں شک پیدا ہونا شروع ہوگیا جو میں نے مولویوں سے سیکھے تھے۔

ایم ٹی اے سے تعارف

میں 2001ء میں سعودیہ سے مصر واپس آیا تو میرے بچوں نے گھر کی بالکونی میں بہت بڑی ڈش لگا کر مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے گھر کے اردگرد بننے والی بلند وبالا عمارتوں وغیرہ کی وجہ سے سیٹلائٹ ڈش کا سگنل کمزوری کا شکار ہوگیا۔ چنانچہ میں نے ایک ایکسپرٹ کو بلایا تو اس نے بالکونی کی بجائے ڈش کو چھت پر لگانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ایسا کرنے سے تمام چینلز کی فریکوئینسی کو دوبارہ سیٹ کرنا پڑا۔ اوراس دوران MTA نامی ایک چینل بھی سامنے آیا تو اس ایکسپرٹ نے کہا کہ اس چینل کو ہرگز نہ دیکھنا۔ مَیں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ دیکھو یہ لوگ کس طرح قرآن کریم کی تحریف کر کے مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کررہے ہیں۔ پھر اسنے اپنی بات کے ثبوت میں چینل کو سیٹ کر کے آواز اونچی کردی۔ اس وقت پروگرام 'الحوار المباشر' لگا ہوا تھا جس کا عنوان تھا حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات۔ چند جملے ہی سنے تھے کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں جس راستے کی تلاش میں ہوں اور اس پر چلنا چاہتا ہوں شاید اس کی ابتدا اسی چینل سے ہونا مقدر ہے کیونکہ جو چند جملے میں نے سنے تھے ان سے تو قرآن وسنت کا بول بالا ہوتا تھا اور وہ غلط فہمی کو دور کرنے والے تھے۔ میں نے اس ایکسپرٹ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تاہم اسی وقت اس چینل کو دیکھنے کا مصمّم ارادہ کرلیا۔

تائیدالٰہی کا احساس

میں اپنے کام سے واپس آکر ٹی وی کے آگے بیٹھ جاتا اور رات گئے تک اس چینل کے پروگرامز دیکھتا رہتا۔ رفتہ رفتہ میرا دل اس چینل کے ساتھ ایسا لگ گیا کہ میں اس کے علاوہ اور کوئی چینل نہ دیکھتا تھا۔

علمی اور روحانی علوم سے بہرہ مند ہونے کے ساتھ ساتھ اس ٹی وی کے پروگرامز دیکھنے کے دوران ایک عجیب وغریب امر میرے سامنے آیا، اور وہ یہ کہ اس کے پروگرامز دیکھنے کے دوران جو بھی سوالات میرے ذہن میں اٹھتے ان کا جواب یا تو کچھ دیر بعد اسی پروگرام میں یا اگلے روز کسی دوسرے پروگرام میں مل جاتا۔ ایسا ایک مرتبہ نہیں ہوا بلکہ بار بار ہوا اور اس بنا پر مجھے خدا تعالیٰ کی خاص تائید کا احساس ہونے لگا۔

اُن کا اسلام اور حقیقی اسلام

اس چینل پر پیش کئے جانے والے خیالات، تفاسیر اور مفاہیم دل میں اترنے والے اور عقل ومنطق کے عین مطابق تھے ان کو سننے سے ذہنی سکون اور قلبی سرور ملتا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی عظمت اور عُلوّ شان ثابت کرنے والے امور کو سن کر مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا تھا۔ اس عرصہ میں مجھے اس اسلام میں جسے مولوی حضرات پیش کرتے تھے اور اس اسلام میں جسے جماعت احمدیہ پیش کررہی تھی بہت واضح فرق محسوس ہونے لگا تھا۔

مولوی حضرات جس اسلام کو پیش کرتے تھے وہ خرافانہ تفاسیر اور بے سروپا قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ تھا یہ ایسا اسلام تھا کہ جس میں اگر کوئی داخل ہوجائے تو پھر اس سے باہر نکلنے کا ہر دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ ایسا اسلام جس میں اختلاف رائے کی سزا بھی موت ہوسکتی ہے، جس میں جبر واکراہ کی حکومت ہے۔ یہ اسلام بے سکونی کے جذبات پیدا کرتا تھا، شکوک کے دروازے کھولتا تھا اور بے شمار ایسے اعتراضات پیدا کرتا تھا جن کا کوئی جواب نہ تھا۔

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کا پیش کردہ اسلام فخر واعتزاز کا باعث تھا کیونکہ ان کے پیش کردہ اسلام کی عظیم الشان تعلیمات اسے عالمی دین کے طور پر پیش کرتی تھیں، اس میں تقویٰ کے علاوہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں تھی۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو مالک یوم الدین کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دین کے معاملہ میں کسی انسان کی طرف سے کوئی جبر نہیں، نہ کسی مرتد کا قتل جائز ہے۔ اگر کسی مرتد کو سزا دی گئی تو اس کے محارب قبائل سے جاملنے اور آمادہ بجنگ ہونے کی بناء پر دی گئی، محض ارتداد کی بناء پر کوئی سزا نہیں دی گئی۔ اس اسلام میں لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے مولوی کے ہاتھ میں نہیں۔ یہی تو وہ اسلام ہے جس میں خدا کی توحید غیر معمولی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں رہتا نہ عیسیٰ علیہ السلام اور نہ ہی مسیح الدجال۔ یہی تو وہ اسلام ہے جس کی پیروی کر کے اُمّت اسلامیہ خیر اُمّت کہلانے کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ اوراسی بنا پر اس شرف کی حقدار ٹھہری کہ آنے والا موعود مسیح اسی امت سے ہو۔

ثریا سے اترنے والا کنزِ ایمان

یہ سب جاننے کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ آج وہ مسیح الزمان آچکا ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین موافق اسلامی تعلیمات کے روحانی خزانے کو ثریا سے لاکر اس دنیا میں تقسیم کردیا ہے۔

یہ صورتحال دیکھ کر مجھے اس بات میں ادنیٰ شک بھی نہ رہا کہ جو اسلام جماعت احمدیہ پیش کررہی ہے وہی صحیح اسلام ہے جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ نے اسے پھیلایا۔ چنانچہ میں نے انشراح قلب کے ساتھ اس جماعت میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا۔

مامور من اللہ کا کلام

میں نے ویب سائٹ پر جماعت میں شمولیت کی خواہش کا پیغام بھیجا تو چندروز کے بعد جماعت احمدیہ مصر کے ایک دوست نے مجھ سے رابطہ کیا اور پھر جب ہماری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فلسفة تعاليم الاسلام (اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ) دی۔ یہ کتاب غیر معمولی تصنیف ہے۔ ایسے روحانی خیالات کو پڑھ کر روح وجد میں آگئی اور یقین ہوگیا کہ اس کتاب کا مؤلف خدا کا فرستادہ ہے۔ چنانچہ میں نے اس احمدی دوست کو فون کر کے بیعت کرنے کا اظہار کیا۔

بیعت۔روحانی پیدائش

جب میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوا اور دوستوں سے ملا تو انہوں نے مجھے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مختص جگہ کے بارہ میں بتایا۔ عجیب بات ہے کہ یہ اس محلہ میں تھی جہاں میری دوسری بیوی کی رہائش ہے۔

مَیں نے وہاں پر بیعت فارم پُر کردیا اور اس روز میں نے محسوس کیا کہ شاید میری حقیقی تاریخ پیدائش یہی ہے کیونکہ آج میں حقیقی زندگی کے رازآشناؤں سے جاملا

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6/فروری 2015)

طالب دُعا: سید عبیدالسلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

تھا۔اب مجھے نمازوں اور عبادتوں کی حقیقی لذتوں سے تعارف ہوا تھا۔ بیعت کے بعد میری زندگی بدلنے لگی اور روحانی و مادی لحاظ سے ترقی محسوس ہونے لگی۔اسی طرح ان برکات کا ظہور میرے گھر میں بھی ہوا جو دینی اور دنیوی اعتبار سے خدا کے فضلوں اور برکات سے بھر گیا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان برکات کو دائمی بنا دے اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

......☆......☆......☆......☆......

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب (1)

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1979ء میں ہوئی اور انہیں اوائل 2014ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ان کی بیعت کا بڑا سبب ایک احمدی مکرم عبدہ بکر صاحب کی تبلیغ اور ایک مناظرہ میں ان کا موقف تھا۔مکرم عبدہ بکر صاحب کے جماعت کی طرف سفر کا احوال ہم گزشتہ سال نذر قارئین کر چکے ہیں۔ ذیل میں ہم مکرم عطیہ حفظی صاحب کے ایمانی سفر کا احوال بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

قابل فکر دینی وسماجی حالت

مَیں بالائی مصر کی ایک بستی میں پلا بڑھا جہاں کے رہائشی نہ صرف تنگ نظر بلکہ جاہلیت کے زمانے کے معاشرے کی تصویر پیش کرتے تھے۔ان میں راسخ ہونے والی تعصب اور انتقام کی عادات کے شاخسانے آئے دن بستی کی گلیوں اور گھروں میں بکھرے نظر آتے تھے۔

مَیں وہی عقائد لے کر پروان چڑھا جو معروف کتب تفسیر میں موجود ہیں اور جن کا تذکرہ آئے دن خطیب حضرات مسجد و منبر سے کرتے رہتے ہیں۔

مَیں صرف نماز جمعہ پابندی سے ادا کرتا تھا جبکہ دیگر نمازوں میں واضح سستی ہو جاتی تھی۔

ہماری بستی کے خطیب حضرات کو شاید لوگوں کو خوفزدہ رکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ آئے دن وہ دجال، یاجوج و ماجوج اور قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر چھیڑ لیتے تھے اور پھر اس کی تفاصیل میں نہایت عجیب وغریب ہولناک امور بیان کرتے۔

عبدہ بکر اور ان کے بارہ میں افواہیں

عبدہ بکر نامی ایک شخص میرے ایک ازہری بھائی کا دوست تھا۔ایک روز میں نے ان دونوں کو دجال اور نزول مسیح کے بارہ میں بحث کرتے ہوئے دیکھا تو ان کی باتیں سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ باوجود اس کے کہ عبدہ بکر صاحب ایک نئی بات اور منفرد استدلال پیش کر رہے تھے پھر بھی ان کی بات دل کو لگتی تھی۔اس کے بالمقابل میرا ازہری بھائی دلیل سے تو کوئی مضبوط بات نہ کر پایا تاہم غصے میں آ گیا اور باوجود گہری دوستی کے لال پیلا ہو گیا اور فوراً بحث بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے عبدہ بکر صاحب سے کہنے لگا کہ تمہیں عقل کے ناخن لیتے ہوئے اپنے عقائد سے توبہ کر کے اللہ کے پاس مسلمان ہونے کی حالت میں ہی جانا چاہئے۔

چند روز کے بعد عبدہ بکر صاحب واپس قاہرہ چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد پوری بستی میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ عبدہ بکر اسلام کو چھوڑ کر کسی نئے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔بعض مولویوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ عیسائی ہو گیا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ قادیانیت نامی نئے دین میں داخل ہو گیا ہے۔

میں عبدہ بکر صاحب کو جانتا تھا کہ وہ اچھا انسان ہے۔ اگرچہ اس کے بعض خیالات میرے موروثی عقائد سے ٹکرانے کی وجہ سے مجھے کچھ عجیب سے لگتے تھے لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایسا خوبصورت کلام بولتا کہ اسے سننے کو دل چاہتا تھا۔ اسی طرح اسلام کے ساتھ اس کی وابستگی اور محبت بھی غیر معمولی تھی پھر وہ اسلام کو کیونکر چھوڑ سکتا ہے؟

جماعت اور ایم ٹی اے سے تعارف

کچھ عرصہ کے بعد اخوان المسلمین کے بعض لوگ عبدہ بکر صاحب کے بارہ میں یہ کہنے لگے کہ یہ فریب خوردہ ہے اور اس نے بھاری مال لے کر اسلام ترک کر دیا ہے۔

میں نے یہ سنا تو فون اٹھایا اور عبدہ بکر صاحب کو بتایا کہ ان کے خلاف یہ یہ کہا جا رہا ہے۔ انہوں نے بات کی وضاحت کی تو میں نے مزید کی خواہش کا اظہار کیا۔اس پر انہوں نے مجھے جماعت احمدیہ کے چینل کی فریکوئینسی دی جس کے بعد میری زندگی میں ایک نئے مرحلے کا آغاز ہو گیا۔ یہ 2012ء کی بات ہے۔اس وقت میں غیر شادی شدہ تھا۔میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کا چینل دیکھنے لگا۔جب میں نے اس پر مکرم فتحی عبدالسلام صاحب کو دیکھا اور سنا تو بہت خوشی ہوئی کہ کوئی اور مصری بھی اس جماعت میں اور ان پروگرام کرنے والوں میں شامل ہے۔

ان ایام میں سلفیوں کے ساتھ الحوار المباشر کا پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا جا رہا تھا۔ اسے میرے والد صاحب نے بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا حالانکہ 2011ء میں مصر میں ہونے والے فسادات کی وجہ سے دینی جماعتوں کی ساکھ کافی حد تک خراب ہو گئی تھی اور والد صاحب اس بناء پر دینی جماعتوں میں کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔لیکن اس پروگرام کو دیکھنے کے دوران میں نے بارہا والد صاحب کے چہرے پر جماعت کے دلائل اور موقف کے بارہ میں پسندیدگی کے آثار دیکھے۔

جماعت کی صداقت کا اعتراف

بہرحال میں اس چینل کے پروگرام دیکھتا رہا اور اس دوران اگر میرے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہوتا تو میں عبدہ بکر صاحب کو فون کر کے پوچھ لیتا اور وہ مجھے تفصیل سے بات سمجھا دیتے۔ رفتہ رفتہ بات میری سمجھ میں آنے لگی اور حق میرے دل میں راسخ ہونا شروع ہو گیا۔عبدہ بکر صاحب نے مجھے کہا کہ بہتر ہے کہ تم مجھے سوال بتا دیا کرو اور میں اس کا جواب اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے تمہیں ارسال کر دیا کروں گا۔ چنانچہ اس طرح ان کے ریکارڈ کئے ہوئے جوابات کو بار بار سننے کی وجہ سے میرے لئے بات کا سمجھنا آسان ہو جاتا۔

پھر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب سے بعض اقتباسات ریکارڈ کر کے مجھے ارسال کرنے شروع کئے جن سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا اور دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

اسی عرصہ میں میری بستی کی ہی ایک لڑکی کے ساتھ میری شادی کی بات چلی تو میں نے مکرم عبدہ بکر صاحب کو اس سے آگاہ کر کے مشورہ مانگا۔انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ اگر تم جماعت کی صداقت کے قائل ہو اور جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو تو اپنی ہونے والی بیوی کو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتا دو۔ نیز انہوں نے بتایا کہ وہ رمضان کا مہینہ بستی میں ہی آ کر گزاریں گے اور پھر مل بیٹھنے اور مختلف امور کے بارہ میں تفصیلی بات کرنے کا موقع ملے گا۔

مولویوں کے ساتھ مباحثہ

یہ رمضان 2012ء کی بات ہے جب عبدہ بکر صاحب حسبِ وعدہ بستی میں آئے۔ میں نے ان سے بعض امور کے بارہ میں تبادلۂ خیال کیا نیز انہیں بستی کے بعض علماء اور ان کے بعض شاگردوں کی مناظرہ کرنے کی خواہش بھی پہنچائی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ رمضان کی چھٹیاں اپنے والدین کے ساتھ سکون سے گزارنے آئے ہیں اور کسی قسم کی مشکلات اور جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے۔لیکن چند دن گزرنے کے بعد ہی بعض نوجوانوں نے عبدہ بکر صاحب کے ساتھ نشست پر اصرار کرنا شروع کر دیا۔ میں نے عبدہ بکر صاحب سے بات کی تو انہوں نے بخوشی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ملاقات کے لئے وقت اور جگہ کا تعین ہوا لیکن یہ نوجوان وقت مقررہ پر وہاں نہ پہنچے۔تاہم اگلے ہی روز دوبارہ بات کرنے کی رَٹ لگانی شروع کر دی اور اپنی طرف سے ہی شرعی علوم کے مدرسہ میں گفتگو کا وقت مقرر کر دیا۔جب عبدہ بکر صاحب نے وہاں جانے سے عذر کیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ لگتا ہے کہ عبدہ بکر اپنے نئے عقیدہ سے مطمئن نہیں ہے اور اس کے دفاع سے قاصر ہے۔ یہ بات سنتے ہی میں نے بے اختیار ہو کر کہہ دیا کہ نہیں وہ اپنے عقیدہ سے بہت زیادہ مطمئن ہے اور اس کا دفاع کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسے وقت مقررہ پر یہاں لے کر آؤں گا۔اس لئے آپ اپنی تیاری کریں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب مصر میں اخوان المسلمین کی حکومت قائم ہو گئی تھی اور ان کے صدر کے حکم سے فوج کے بڑے بڑے عہدیداروں کو ان کے عہدوں سے فارغ کر دیا گیا تھا جس کے بعد اخوان المسلمین یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ وہ ملک میں جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

بہرحال جب میں نے عبدہ بکر صاحب کو مباحثہ کے بارہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ اس میں حق کے طالبوں کیلئے کوئی نشان دکھا دے۔

ہم مقررہ وقت پر شرعی علوم کے مدرسہ میں جا پہنچے۔ وہاں پر تقریباً پچاس اشخاص قالین پر بیٹھے تھے اور ان کا بڑا مولوی کرسی پر براجمان تھا۔ہم بھی قالین پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔مولوی صاحب نے لوگوں کو مکرم عبدہ بکر صاحب کا تعارف کروانا شروع کیا اور عبدہ بکر صاحب بھی حیران رہ گئے کہ مولوی صاحب کو ان کے بارہ میں اتنا کچھ علم ہے۔

وفات مسیحؑ اختلافی مسئلہ!

اس کے بعد وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر بات ہوئی۔مولوی صاحب نے حیات مسیحؑ اور ان کے آسمان کی طرف جسمانی رفع پر زور دیا جبکہ عبدہ بکر صاحب نے قرآن وحدیث سے ان کی وفات کے دلائل پیش کئے۔ بالآخر مولوی صاحب کہنے لگے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کا تو حیات مسیح پر اصرار تھا لیکن اب آپ کہتے ہیں کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔یعنی بعض علماء کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے اور بعض کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔ تاہم بیک وقت دونوں کی رائے درست نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت میں بہترین طریق فیصلہ یہی ہے کہ جس رائے کی قرآن اور سنت واضح طور پر تصدیق کرتی ہے اسے رکھ لیا جائے اور دوسری رائے کو چھوڑ دیا جائے۔

موروثی ترکش کا تیر

شاید مولوی صاحب کو یہ طریق فیصلہ منظور نہ تھا لہٰذا انہوں نے میری بات سنی اَن سنی کرتے ہوئے کسی قدر جلدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر شروع کر دیا اور ابتدا ہی اس بات سے کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی ہے (نعوذ باللہ)۔ اس کے جواب میں مکرم عبدہ بکر صاحب نے یہی کہا کہ: لَعۡنَةُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔ یہ مختصر سا جملہ مولوی صاحب کے لئے بہت تکلیف کا موجب ہوا کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم اس بات میں جھوٹے ثابت ہوئے تو یہ لعنت تم پر پڑے گی اور یاد رکھو کہ تم اپنے ایسے فتاویٰ میں جھوٹے ہی ہو۔ یہ بات سنتے ہی مولوی صاحب تو آپے سے باہر ہو گئے، آؤ دیکھا نہ تاؤ، اپنے موروثی ترکش سے سب سے بڑا اور سب سے تیز تیر نکال کر چلاتے ہوئے منہ پھلا کر کہا: تم کافر ہو۔ اس پر عبدہ بکر صاحب نے نہایت اطمینان سے کہا: لَعۡنَةُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَافِرِیۡنَ۔ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ اگر تم ایک کلمہ گو مسلمان کو کافر کہو گے تو حدیث نبوی کے مطابق یہ کفر تمہاری طرف ہی لَوٹ جائے گا۔

اس کے بعد عبدہ بکر صاحب کے لئے وہاں بیٹھنا ممکن نہ رہا تھا لہٰذا وہ اجازت لے کر رخصت ہوئے اور ان کے ساتھ میرے علاوہ کچھ اَور نوجوان بھی اٹھ گئے کیونکہ ہمارا مؤقف یہ تھا کہ مولوی صاحب نے اپنے فتاویٰ تکفیر کو بے محل استعمال کیا ہے۔

باہر آ کر ایک اَور نوجوان نے کہا کہ میں اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔عبدہ بکر صاحب نے جواب دیا کہ شرط صرف یہی ہے کہ کوئی گالی گلوچ اور فضول قسم کے فتاویٰ کا ذکر نہیں ہو گا اور تمام دلائل صرف اور صرف قرآن و صحیحین سے دیئے جائیں گے۔ دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا اور ہم وہاں سے واپس اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

گھر بدری کا حکم

جیسا کہ یہ ذکر ہوا ہے کہ یہ رمضان کے ایام تھے، صبح سحری کے وقت عبدہ بکر اپنا سامان اٹھائے میرے گھر تشریف لائے۔ میرے استفسار اور حیرانی کے اظہار پر انہوں نے بتایا کہ رات کو مولوی حضرات نے میرے والد صاحب کو فون کر کے کہا کہ تمہارا بیٹا کافر ہو گیا ہے اب اس کا تمہارے گھر میں رہنا حرام ہے۔لہٰذا میرے والد صاحب نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور میں ریلوے سٹیشن کی جانب جا رہا ہوں لیکن آپ سے یہی کہنے کے لئے آیا ہوں کہ اس بھری مجلس میں مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کاذب کہا ہے اور اسی مجلس میں جھوٹے پر لعنت ڈالی گئی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ان جھوٹے مولویوں پر خدا کی لعنت پڑنے والی ہے۔ اس لئے تم ان کی خبروں سے آگاہ رہنا اور اپنے بارہ میں استخارہ کرتے رہنا۔

(اس کے بعد کے حالات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)

.................(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 و 25/مارچ 2016)

......☆......☆......☆......

ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے

اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو، تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 ر فروری 2016 بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال لغو کے لغوی معنے کیا ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچے سمجھے بولنے کے ہیں۔ ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔ ہر بے فائدہ بات لغوبات ہے۔

سوال آج کل عورتیں اور مرد کس طرح لغو باتوں میں مشغول رہتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ یہ بھی لغویات ہی ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پہ اس کے بُرے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک اس کی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے عورت کو چین نہیں آتا...... یہ عادت صرف عورتوں تک مخصوص نہیں ہے بلکہ مَردوں میں بھی ہے۔ بلا وجہ کے سوال جواب بھی بعض دفعہ کر لیتے ہیں۔ السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ آمدنی کیا ہے؟ بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر آپ مغربی قوموں کی یہ مثال دیتے ہیں کہ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تُو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

سوال لغویات سے بچنے کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مومن کیلئے یہ شرط ہے کہ اسکی گفتگو ہمیشہ بامقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔

سوال ایک مومن کو جماعت کی نیک نامی اور تبلیغ کے راستوں کے کھلنے کیلئے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مومن کو اپنے رویّوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی صرف محدود قدر نہ ہو کہ اس کے قریبی ہی صرف اس پہ رونے والے ہوں بلکہ جہاں وہ رہتا ہے، جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ اسی دائرے میں کسی احمدی کا تعارف اور نیک تعارف صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا یا اسے فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ جماعت کی نیک نامی کا باعث ہوتا ہے اور یوں تبلیغ کے راستے بھی کھلتے ہیں۔ دنیا کو پتا چلتا ہے۔ اگر ایک احمدی اپنا اثر ڈالنے والا ہو تو دنیا کو پتا چلے گا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اور دنیا کی امن و سلامتی کیلئے اس زمانے میں اسلام کی تعلیم ہی حقیقی تعلیم ہے جو حقیقی امن پیدا کر سکتی ہے۔ پس دنیا کا جو عدم علم ہے یا علم کا نہ ہونا جو ہے وہ علم دلانے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں کوشش کرنی چاہئے۔

سوال حضور انور نے مبلغین و مربیان کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ علمِ مجلس بھی نہایت ضروری ہے۔ جب تک انسان اس سے واقف نہ ہو دوسروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آداب مجلس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً ایک مجلس مشورے کی ہو رہی ہو اور کوئی بڑا عالم ہو مگر اس مجلس میں جا کر سب کے سامنے لیٹ جائے تو کوئی اس کے علم کی پرواہ نہیں کرے گا اور اس کی نسبت لوگوں پر برا اثر پڑے گا۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ جو بھی مجلس ہو، جس قسم کی مجلس ہو مبلغ کو، مربی کو جب وہ ایسی مجلس میں جائے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کیلئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔ اسکے علاوہ بھی آجکل ہمارے مربّیان سے اس زمانے کے حالات کے مطابق سوال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی ضروری واقفیت حاصل کر کے جانا چاہئے۔

سوال جو شخص غلطی کے ارتکاب کے بعد خدا کے حضور جُھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیسا سلوک فرماتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے، اسکے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔

سوال ایک مومن کو اپنے اُن بھائیوں سے جو اپنے قصوروں کا اعتراف کر کے معافی مانگتے ہیں یا نہیں مانگتے، کیا سلوک کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس ایک مومن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے جہاں وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سلوک کرے تو ان صفات کو اپناتے ہوئے جہاں بھی وہ دیکھیں کہ انکے جو اپنے بھائی ہیں جنہوں نے قصور کئے ہوئے ہیں، اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں اور قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو اُسے ان سے صَرفِ نظر کرنی چاہئے۔ اسکے ساتھ ہی ان کیلئے بھی دعا کرنی چاہئے جو معافی نہیں بھی مانگ رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی اور ہماری بھی غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہم سے صَرفِ نظر کرے۔ انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی ادھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔

سوال ایک حقیقی مسلمان کا کردار اور کیریکٹر کیسا ہونا چاہئے۔ اس ضمن میں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کیریکٹر کے لحاظ سے، کردار کے لحاظ سے، سب سے زیادہ مضبوط کردار تو مسلمان کا ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو خوشامد اور جہاں مفاد دیکھتے ہیں اسی طرف الٹ جاتے ہیں چاہے وہ لیڈر ہوں یا چاہے عوام الناس ہوں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

سوال ایک احمدی کو اپنی زندگی کس طرح گزارنی چاہئے حضور انور نے اس ضمن میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو، تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور جب یہ صورت ہوگی تو پھر فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ بہت سارے حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دنیادار کا دنیادار سے تعلق جب اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ترقی کی کیا راہ بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی مخالفت سے کیا ڈرنا۔ کوئی بڑے سے بڑا جرنیل بھی تو تلواروں اور گولیوں وغیرہ سے ہی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر یہ ساری چیزیں ہمارے خدا کی ہیں۔ اگر وہ کہے کہ اس طرف وار نہ کرو تو کون کر سکتا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے، اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ڈر سے یا مرنے مارنے سے کام نہیں بنتا۔ ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے۔

سوال سچّی دوستی کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے۔ رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عُسر ہو اور یُسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔

سوال حضور انور نے ہمیں کن کن باتوں کے تعلق سے اپنے جائزے لینے کی تلقین فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا، شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کیلئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں۔ وفا تو عُسر اور یُسر میں تنگی اور آسائش میں دونوں حالتوں میں ایسی ہونی چاہئے جس کے اعلیٰ معیار قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ہر وقت اس کے در پر رہ کر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔

سوال جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندہ کو دنیا کی ہدایت کا حکم ملتا ہے تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کا پہلا کلام اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں اتنی ہوتی ہے کہ وہ دلیل بازی نہیں کرتے۔ اور پھر جب خدا کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ اے ہمارے ربّ! کیا تُو ہم سے ہنسی کر رہا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں یہ کام؟ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بہت اچھا اور یہ کہہ کر کام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد سوچتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رات کیا۔ خدا نے کہا اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر یہ سوچنے لگے کہ اب میں یہ کام کس طرح کروں گا۔

سوال جس وقت خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کیا تو اگر خدا کیلئے بھی رونا ممکن ہوتا یا اگر خدا کیلئے ہنسنا ممکن ہوتا تو وہ رو دیتا یا ہنس پڑتا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی کیا توجیہہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر خدا کے لئے بھی رونا ممکن ہوتا، اگر خدا کے لئے بھی ہنسنا ممکن ہوتا تو جس وقت خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرتا ہوں اور آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہ سوچا تک نہیں کہ یہ کام مجھ سے ہوگا کیونکر۔ اگر اس وقت خدا کے لئے رونا ممکن ہوتا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا رو پڑتا اور اگر خدا کے لئے ہنسنا ممکن ہوتا تو وہ یقیناً ہنس پڑتا۔ وہ ہنستا بظاہر اس بیوقوفی کے دعوے پر جو تمام دنیا کے مقابلے پر ایک نحیف و ناتواں وجود نے کیا اور وہ رو پڑتا اس جذبہ محبت پر جو اس تن تنہا روح نے خدا کے لئے ظاہر کیا۔ یہی سچی دوستی تھی جو خدا کو منظور ہوئی اور اسی رنگ کی سچی دوستی ہی ہوتی ہے جو دنیا میں بھی کام آیا کرتی ہے۔

سوال اگر ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے مددگار بننے کا عہد لیا ہے تو ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے کیا ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں، کم ہیں یا زیادہ ہمیں بھی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے۔ اپنی محبت کے اظہار خدا تعالیٰ سے بھی، اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی کرنے چاہئیں۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اُسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے
حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کیلئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے

مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے

امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے

اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر

آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے

جنگوں اور جنگی قیدیوں سے متعلق اسلام کی پُر حکمت اور عدل و احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ پر مشتمل تعلیمات کا نہایت مؤثر بیان

بڑی طاقتوں کے دوہرے اور غیر منصفانہ طرز عمل اور اسلامی تعلیمات پر ناواجب اعتراضات کا تذکرہ

دنیا میں حقیقی امن کے قیام کے لئے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو نہایت اہم اور پُر حکمت نصائح

آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے انہیں یہ بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔ اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 23 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل: 91)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

آج دنیا میں جو ہر طرف فساد پھیلا ہوا ہے اس نے ہر امن پسند انسان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ہر وہ انسان جس کو انسانیت سے ہمدردی ہے حیران و پریشان ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کہنے کو تو کہنے والے یہ کہتے ہیں اور اس بات پر بہت کچھ لکھا بھی جاتا ہے کہ دنیا میں یہ فساد اسلامی دنیا میں زیادہ شدت سے پیدا ہوا ہوا ہے یا مسلمان اس کی وجہ ہے اور پھر اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ مذہب عمومی طور پر اور اسلام بالخصوص نعوذ باللہ فساد کی جڑ ہے۔ اب تک مغربی دنیا یہی سمجھتی تھی کہ یہ سب فسادات اسلامی ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک تک محدود رہیں گے اور یہ صرف انہی کا مسئلہ ہے اور ہم یعنی یہ ترقی یافتہ لوگ مسئلے کو حل کرنے کے نام پر اور انصاف قائم کرنے کی کوشش میں ان کی مدد بھی کرتے رہیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ مدد کے نام پر یا انصاف قائم کرنے کے نام پر اپنی برتری ثابت کرنا اور ان ممالک کے وسائل سے فائدہ اٹھانا بھی ایک مقصد تھا۔ لیکن بعض بڑی طاقتوں یا مذہب مخالف قوتوں کی یہ بھول تھی جس کو اب وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف مسلم ممالک کا مسئلہ نہیں رہا۔ شدّت پسندی اور دہشتگردی کا رجحان اسلامی دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ نکل کر مغربی اور ترقی یافتہ دنیا کے لئے بھی فکر انگیز اور خوفناک نتائج کا حامل ہونے والا ہے۔

مَیں گزشتہ چند سالوں سے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ دنیا ایک فساد کی حالت میں ہے۔ آج ہم اس حالت کو صرف محدود علاقے میں ہی سمجھ رہے ہیں جو ہماری غلط فہمی ہے۔ میری باتوں پر اکثریت اخلاقاً ہاں میں ہاں تو ملاتی تھی لیکن بعد میں یہی کہتے تھے کہ دنیا کیلئے اور خاص طور پر ترقی یافتہ دنیا کیلئے ایسے بھیانک حالات نہیں ہونے والے جس طرح، جس حد تک یہ بیان کرتا ہے یا کیا جاتا ہے۔ لیکن آج انہی کے لیڈر اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ جو دنیا میں فساد کی حالت ہے اس سے اب ترقی یافتہ دنیا بھی محفوظ نہیں اور ہمارے لئے بھی خوفناک صورتحال منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم برطانیہ کا بیان بھی اس خطرے کا اظہار کر رہا ہے۔ آسٹریلیا کی وزیر خارجہ نے بھی یہ اظہار کیا ہے۔ یوکے (UK) کے سابق آرمی چیف نے بھی ایسی ہی باتیں کی ہیں۔ کئی اخبارات نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آج ظلم و فساد کی لپیٹ میں ہے۔ ترقی یافتہ یا دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مذہب کی وجہ سے ہے اور اس کی انتہا مسلمانوں کے ایک مذہبی گروہ اور تنظیم کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ یہ فساد ختم کرنے کے لئے ہمیں مذہب سے دُور ہونے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا بڑا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پریس میڈیا بھی اس میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے کہ مذہب یا تو جاہل اور سست بناتا ہے یا شدّت پسند بنا دیتا ہے اور اگر ترقی کرنی ہے تو مذہب سے ہٹ کر ترقی ہوسکتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی

تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔

پس دنیا میں فساد کی کیفیت کی بنیادی وجہ خدا تعالیٰ کے نام پر اپنے ذاتی مفادات کا حصول اور اس کا حقیقی خوف دلوں سے نکلنا یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کر کے اپنے دنیاوی قوانین اور نظریات کو ہر چیز پر بالا سمجھنے میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اللہ تعالیٰ کے نظام عدل و انصاف کو اپنے بنائے ہوئے قوانین اور نظام عدل و انصاف سے کمتر سمجھتا ہے اور سوال اٹھاتا ہے کہ ہم وقت کی ضرورت کے تحت مذہبی تعلیم کو دنیاوی رسم و رواج اور دنیاوی خواہشات اور دنیاوی قوانین کے تابع کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک پوچھنے والے پڑھے لکھے یونیورسٹی کے پروفیسر نے مجھ سے بھی پوچھا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر تو مذہبی تعلیم بگڑ گئی ہو اور اس کی بنیادی قدروں اور اصولوں پر انسانی قدروں اور اصولوں کی بالادستی ثابت ہو سکتی ہو تو پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم تو اس کتاب پر یقین رکھتے ہیں جو چودہ سو سال سے محفوظ ہے اور جس کی تعلیم ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین اور ہر زمانے کے انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے اور جو ربّ العالمین اور عالم الغیب والشھادۃ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ انسانی قانون قاعدہ کی تابع ہو جائے۔ مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا۔ اور آج اسلام وہ مذہب ہے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لئے رہنما ہے بشرطیکہ انسان میں اسے سمجھنے کی صلاحیت ہو۔

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔ اپنی طاقت اور قوت اور برتری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی تعلیم نہیں بلکہ انسان کی اپنی پیداوار ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا سمجھے۔

پس یہ باتیں جو آجکل ہمیں دنیا میں نظر آ رہی ہیں وہ انسان کے اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے اور نیّرِ الہام سے خالی ہونے کی وجہ سے ہیں اور یہی وہ صورتحال ہے جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر ہے۔ فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم:42) لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی تاکہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تاکہ شاید وہ رجوع کریں۔

پس انسان کے پیدا کردہ اس فساد کی وجہ سے جس سے نہ امیر باہر ہے، نہ غریب، نہ مذہبی لوگ یعنی نام نہاد مذہبی۔ اور نہ ہی مذہب سے دُور ہٹے ہوئے باہر ہیں۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ پھر انسان خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا اور سزا پائے گا جو اس پیدا کرنے والے سے دُوری کی وجہ سے ہے اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلنا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ سے دور ہوں گے تو پھر ظاہر ہے جو اس دنیا کا خالق و مالک ہے، کائنات کا خالق و مالک ہے، اس سے دور ہٹنے کی وجہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا تھا، نکلنا چاہئے تھا اور نکل رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ سزا ابھی مل رہی ہے۔ اور جو اِن عملوں کی آخرت میں سزا ملنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پتا ہے، وہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ بندوں کو سزا دے کر خوش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔ خدا تعالیٰ تو وہ ہے جو اپنے بندے کے صحیح راستے پر آنے اور فسادوں سے دُور ہونے والوں کو دیکھ کر اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی ایک ماں اپنے بچے کو خوفناک حالات میں گم ہو جانے کے بعد اس کو پانے پر خوش ہوتی ہے۔ جب وہ دیوانوں کی طرح اپنے بچے کو تلاش کرتی ہے اور یاس و امید کی حالت میں بے چین پھر رہی ہوتی ہے کہ پتا نہیں بچہ ان حالات میں زندہ بھی ہے یا نہیں اور پھر اچانک وہ اسے پا لیتی ہے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتی ہے۔ جتنی اس کو خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو اس سے زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف بندہ جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی اس محبت کے تقاضے کے تحت اپنے انبیاء اور فرستادے دنیا کی اصلاح اور ان کو صحیح راستے دکھانے کیلئے بھیجتا ہے تاکہ دنیا تباہ ہونے سے بھی بچے اور غلط کاموں اور فسادوں کی وجہ سے سزا پانے سے بھی بچے۔ اور اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ بندوں کو آگ میں گرنے سے بچائے اور نہ صرف یہ کہ آگ میں گرنے سے بچائے بلکہ انعامات سے نوازے۔ اس حالت اور اس زمانے کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مر چکی ہے۔ یہ زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا مصداق ہو گیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جاہل و عالم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہو گیا ہے۔ جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا ابتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام و نشان مِٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نور نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 444 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ تو انسانیت کو بچانے کے لئے اپنی سنت پر عمل کرتا ہے اور دنیا کی صحیح رہنمائی کے لئے انہیں فسادوں سے بچنے کے راستے دکھانے کے لئے اپنے فرستادے بھیجتا ہے۔ اور اس زمانے میں بھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ دنیا کے حالات ہمیں بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت بھی بگڑی ہوئی ہے، جس کا ابھی ایک ملک کے حوالے سے یہاں آئے ہوئے مقرر نے اظہار بھی کیا ہے، اور دوسرے مذاہب اور لامذہبوں کی حالت بھی بگڑی ہوئی ہے۔ دنیا جس کو پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑ رہی ہے وہ پانی نہیں سراب ہے۔ حقیقی پانی اور نور وہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے اتارا ہے۔ بجائے اس کے کہ مسلمان بھی اور دوسری دنیا بھی شکر کرے اور اس نور سے روشنی لے اور اس چشمے سے پانی پیئے، اندھیروں میں ڈوبتی جا رہی ہے۔ گندے تالابوں میں پانی پی رہی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی قدر نہیں کر رہے ہیں۔ گندے پانی کو صاف پانی سمجھ کر علماءِ سُوء کے پیچھے چل رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی حق کو شناخت کرنے کے بجائے حجتیں کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ آج دنیا مذہب سے ہی برگشتہ ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکاری ہو رہی ہے۔ گو مسلمانوں کی اکثریت اپنے دین پر دعوے یا اعتقاد کی حد تک تو قائم ہے لیکن علماء نے ان کی عقلوں پر پردے ڈال کر ان کی علمی اور عملی حالتوں میں انتہا کا بگاڑ پیدا کر دیا ہوا ہے اور یہ کوئی الزام نہیں ہے جو مَیں لگا رہا ہوں۔ یہ حقیقت کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔

مسلمان دنیا میں فساد، مذہب اور خدا اور رسول کے نام پر دہشتگردی اور کُشت و خون دنیا کے سامنے ہے۔ حکومتوں کے رعایا پر ظلم اور رعایا کے باغیانہ رویّے اور ظلم اس بات کا ثبوت ہیں۔ پھر جب عامّۃ الناس علماء کی طرف رہنمائی کے لئے جاتے ہیں وہاں ان کو ان کی خودغرضیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہمیں سو فیصد پورا ہوتے ہوئے نظر آتا ہے کہ علماء سے فتنوں کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ ان کے قول و عمل میں تضاد ہو گا۔ جہالت کی باتوں اور فتووں کے سوا ان سے کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ (ماخوذ از الجامع لشعب الایمان للبیہقی جزء ثالث صفحہ 317-318 حدیث نمبر 1763 مکتبہ الرشد 2004ء) پس آجکل کے علماء کی یہ باتیں اور حرکتیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک ثبوت ہیں۔

پھر عمومی طور پر مسلمان اخلاقی گراوٹوں کا شکار ہیں اور دینی انحطاط تو نظر ہی آ رہا ہے۔ جب علماء جاہل ہوں گے اور اپنے مطلب کے فتوے دیں گے تو عام مسلمانوں کی دینی حالت تو ظاہر ہے کیا ہو گی۔ ان علماء نے اسلام کی تعلیم کو اپنے مفادات کے لئے اس حد تک توڑ مروڑ دیا ہے کہ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا بھی جائز بن گیا ہے۔ یہ فتوے تو اب پاکستان میں عام ہیں کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں بیشک یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہیں یا کہتے رہیں۔ کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اس لئے ان کا مال لوٹنا اور غصب کرنا جائز ہے۔ آپس میں بھی وہ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور نفرتوں کی آگیں سُلگ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ لیکن یہ محبت اور بھائی چارہ تو ایک طرف رہا گہری دشمنیاں اُن میں پنپ رہی ہیں۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فساد کی حالت مسلمانوں میں بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے کسی فرستادے کو ایسے وقت میں بھیجتا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سنّت اور وعدے کے مطابق بھیجا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ علماء نے مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر کے اس کو ماننے کی بجائے اس کی مخالفت میں بڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ آنے والے کی آواز پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے لبّیک کہتے اور اُمّتِ واحدہ بننے کی کوشش کرتے، مخالفت کر کے آپس میں بھی فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری میں مبتلا ہو گئے ہیں اور دوسری دنیا پر بھی اپنا غلط اثر ڈال رہے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان مخالف طاقتیں جو ہیں مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اسلام پر اعتراض کر رہی ہیں۔ اسلام پر حملے کر رہی ہیں۔ اسلام کو فتنہ و فساد اور شدّت پسندی کا مذہب کہہ رہی ہیں۔ اور غیر مسلموں اور مذہب سے ہٹے ہوؤں کو دنیا کا امن قائم کرنے اور صلح و آشتی پھیلانے والا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن یہ طاقتیں کھل کر بھی یہ سب باتیں نہیں کہتیں بلکہ بڑی ہوشیاری سے اپنی تدبیریں کرتی ہیں۔ ایک طرف تو مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کے ساتھ امن و سلامتی کے تعلقات رکھنے کا دعویٰ ہے۔ مسلمان دنیا سے فتنہ و فساد ختم کرنے کے لئے اپنی خدمات کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اسلام بُرا مذہب نہیں ہے، مسلمان بُرے نہیں ہیں اسلام دہشت گردی اور ظلم کی تعلیم نہیں دیتا اور ہمیں مل کر دنیا کے فساد کو جس میں مسلمان دنیا کا فساد زیادہ ہے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام اور دہشتگردی اور شدّت پسندی میں تعلق ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ شدت پسندی ہے۔ ایک ہی وقت میں دو باتیں کہہ کر یا ایک لیڈر سے ایک بات کہلوا کر اور دوسرے سے دوسری بات کہلوا کر اسلام مخالف طاقتوں کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں۔

ہم ان لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی تعلیم کا تعلق ہے یہ امن و سلامتی اور صلح کی بنیاد ڈالنے والی وہ تعلیم ہے جس کا کوئی دوسری تعلیم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کے خلاف بولنے والوں کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ ایسی باتیں کر کے یہ نام نہاد اسلامی شدت پسند گروہوں کو مزید ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ ایسی باتیں کر کے یہ کم علم اور حالات سے بے چین مسلمانوں کو بھڑکانے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہو گا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہو گا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہو گی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا دار دین کی آنکھ نہیں رکھتے اس لئے صرف دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور بظاہر جو امن کے لئے کوششیں ہیں وہی فساد کا ذریعہ بن رہی ہیں اس لئے بڑی طاقتیں صرف اپنی طاقت کے زعم میں نہ رہیں۔ اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے

گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر۔ یہ دیکھیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے۔ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی طرف سے بھیجے ہوئے کی طرف نظر کریں اور جب یہ ہو گا تو آپس کے اختلافات ختم ہو کر محبت اور پیار اور انصاف قائم ہوگا۔ مسلم اُمّہ اُمَّتِ واحدہ بنے گی اور نتیجۃً غیر مسلم طاقتوں کے ہاتھوں سے جو ان کی غلامی میں پھنسے ہوئے ہیں، نجات ملے گی، آزادی ملے گی۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مغربی یا دنیاوی تعلیم اور نظام دنیا کے امن اور سلامتی کے ضامن نہیں ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے امن اور سلامتی کی ضامن اسلامی تعلیم ہے جو اسلام سے پہلے نہ کسی مذہب نے پیش کی، نہ ہی کسی موجودہ زمانے کے فلسفے اور ازم اور نظام میں موجود ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہی ہے جو امن اور سلامتی اور محبت کی ضمانت ہے۔

پس آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس آج مَیں اس کی روشنی میں بھی کچھ بیان کروں گا جو تعلیم آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور بعض بے نفس اور اُمّت کا درد رکھنے والے سربراہان حکومت نے اسے اپنے زمانے میں لاگو اور قائم کیا اور ایک خوبصورت معاشرے کا قیام کیا۔ اس حقیقت سے بھی مَیں انکار نہیں کرتا کہ بعد کی اکثر حکومتوں کے خودغرضانہ رویّوں اور اسلامی سربراہوں اور علماء کے ذاتی مفادات نے اس خوبصورت تعلیم پر پردہ ڈال دیا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ہر فساد کے زمانے میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء اور فرستادے بھیجتا ہے۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بھیجا جنہوں نے ہمیں کھول کر اس خوبصورت تعلیم کے حسن سے روشناس کروایا۔ آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ میری آمد کے دو مقاصد ہیں۔ ایک بندے کو خدا تعالیٰ سے ملانا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا اور دوسرے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا بنانا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 95-96) پس اسلام ہمیں ان دو حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور اس کو ہمیں قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس آیت کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان حقوق کے اعلیٰ معیار کس طرح قائم ہوتے ہیں اور کس طرح دنیا میں عدل وانصاف اور محبت اور بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے۔ کس طرح ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُسوہ سے اس پر عمل کر کے دکھلایا۔ اس زمانے میں بھی اس بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے کس طرح ہر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اس آیت سے رہنمائی فرمائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اِسمُہٗ۔ دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔ اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے......'' اس آیت کریمہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: 91)۔ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو۔ ظالم نہ بنو۔ پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ کوئی بھی محبت کے لائق نہیں۔ کوئی بھی توکّل کے لائق نہیں۔ کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیّومیت و ربوبیّت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے۔'' اسی نے ہمیں پیدا کیا وہی ہمیں زندگی دیتا ہے، قائم رکھتا ہے۔ وہی ہمارے لئے پرورش کے سامان مہیا فرماتا ہے اس لئے یہ اسی کا حق ہے۔ ''اِسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اِس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدّب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔ بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلّف اور تصنّع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرّض نہ کرو۔'' جو تمہارے حق ہیں وہ تو تم لینے کی کوشش کرو اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرو'' اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔'' جو نیکی کرو اس سے اس نیکی میں کسی احسان کی سوچ نہ ہو۔ کسی غرض کے بغیر یہ خدمت ہو۔ فرمایا ''بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔ جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔'' ایک رشتے دار دوسرے رشتے دار سے، ایک قریبی دوسرے قریبی سے نیکی کرتا ہے۔ ''سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدّعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوّت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگذاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔''
(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550 تا 552)

پس جب تک ان دونوں قسموں کے حقوق کی ادائیگی کا تصور اور اِدراک پیدا نہ ہو انسان کے عدل و انصاف قائم کرنے کے دعوے صرف دعوے رہتے ہیں۔ انسانی قوانین عدل کی حد سے آگے نہیں جاتے، نہ جا سکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عدل قائم کرنے سے دنیا میں امن قائم ہونے کے تمام مراحل طے ہو گئے، جو ہم نے پانا تھا وہ پا لیا۔ لیکن یہاں بھی بے انصافیاں ہیں۔ جہاں مفادات ہوں وہاں عدل کے تقاضے بھی پورے نہیں کئے جاتے اور یہ امیر دنیا میں بھی ہے اور غریب دنیا میں بھی ہے۔ اور پھر اگر بہت چھلانگ لگاتے ہیں تو کچھ احسان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ احسان ان کے کوئی فرائض میں سے نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے پھر اس احسان کے بعد جس پر احسان کیا گیا ہو عموماً اسے جتلا بھی دیا جاتا ہے۔ یا دنیا میں ہمیں یہ بھی عمومی طور پر نظر آتا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ ہمدردی کے نام پر کچھ دینے کا سوچا بھی جائے تو اس کے لئے بھی بعض شرطیں عائد کر دی جاتی ہیں اور آجکل ہم بڑی حکومتوں کے رویّوں اور عمل میں اس بات کا عام مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب غریب ممالک کی مدد کی جائے تو بعض شرائط ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ ایسی مدد جس کے پیچھے احسان جتانا اور تکلیف دینا ہو وہ نیکی نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرۃ: 265) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ: ''اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 354)

پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ اور مدد جو غریب پروری کے طور پر کی جا رہی ہے مدد اور صدقہ نہیں رہتی۔ اور پھر دنیا میں ایتاء ذی القربیٰ کا تو تصور پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا دنیاوی قانون میں عدل کی حد تک زیادہ سے زیادہ قانون جا سکتا ہے اور وہ بھی صرف الفاظ کی حد تک کیونکہ عدل کرتے وقت بھی مختلف توجیہیں کر کے عدل کو بھی برباد کر دیا جاتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خدا عدل قائم کرنے کا، احسان کرنے کا، اور ایتاء ذی القربیٰ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہارا عدل وانصاف تمہیں عدل وانصاف کے تقاضوں کو مکمل طور پر پورا کرنے والا ہونا چاہئے۔ تمہارے احسان کے پیچھے تکلّف اور ایذاء نہ ہو۔ اور پھر یہ بھی کہ انہی پہلی دو باتوں کو اپنی انتہا نہ سمجھو بلکہ ایتاء ذی القربیٰ کے مضمون کو بھی سامنے رکھو۔ دوسروں سے سلوک میں بے غرض ہمدردی ہو۔ دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھو اور یہ کیفیت ہے جو تمہیں مومن بناتی ہے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکم اور بنائے ہوئے قانون کی شان کہ جب تک بے غرض ہو کر انصاف، احسان اور محبت کے معیار قائم نہیں کرو گے حقیقی امن اور سلامتی کی تم ضمانت نہیں بن سکتے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے حقوق ادا کرنے کے معراج پر پہنچاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت سے متعلق اور امن وسلامتی قائم رکھنے سے متعلق دنیاوی قوانین تو کیا کوئی مذہب بھی یہ تعلیم پیش نہیں کر سکتا۔ نہ کسی مذہب نے یہ تعلیم پیش کی۔ حقوق انسانی اور امن وسلامتی کے قیام کے لئے اسلامی تعلیم ہی ہے جو اس اعلیٰ وارفع مقام پر کھڑی ہے۔

اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اس تعلیم سے ہٹ کر اپنا عمل دکھا رہا ہے یا کوئی مسلمان حکومت یا اسلام کے نام پر قائم ہونے والے نام نہاد گروہ اس تعلیم سے ہٹ کر حرکتیں کر رہے ہیں یا شدت پسندی اور ظلم کے اظہار کر رہے ہیں تو وہ قرآنی تعلیم کے مخالف کر رہے ہیں۔ اسلام نے تو ہر موقع پر اور ہر طبقے کے لئے اس حکم پر چلنے کی اپنے ماننے والوں کو تلقین کی ہے۔ اسلام کے نام پر کسی کا کوئی غلط فعل اس بات کی دلیل نہیں کہ اسلام کی تعلیم اسے غلط کام کرنے کا لائسنس دے رہی ہے یا اجازت دے رہی ہے۔

اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو جو اپنے آپ کو انصاف اور امن کے قیام کا علمبردار سمجھتے ہیں انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنے بیانات دینے چاہئیں۔ یہ جو بیان یہاں کے لیڈر اور سیاستدان دے دیتے ہیں کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اسلام کی تعلیم اور

کلام الامام

''جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔''
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 181)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

دہشتگردی کا تعلق نہیں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ یہ ان کی کم علمی ہے یا بے انصافی سے کام لیتے ہوئے بیان ہے جو یہ بیان دیتے ہیں۔ اپنے عمل ان لوگوں کو نظر نہیں آتے کہ امن کے قیام کے نام پر انصاف کی کس طرح دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ظلم کے بازار کس طرح گرم کرتے ہیں۔ مجھے اس پر اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کے اپنے لکھنے والے ان کے انصاف اور امن کے قیام کا پول کھولتے ہیں۔ چنانچہ ایک میڈیا پر ’’ویسٹس لیبیئن لیگیسی‘‘ (West's Libyan Legacy) ایک آرٹیکل ایک جرنلسٹ جان رائٹ (John Wright) نے لکھا۔ یہ کہتے ہیں کہ ویسٹرن انٹروینشن (Western Intervention) کی بہت سی مثالوں میں سے لیبیا جیسی تباہ کن مثال نہیں پائی جاتی۔ نیٹو نے لیبیا میں دخل دیا جس کی وجہ سے نتیجہ صرف یہی نکلا کہ وہ ملک تباہ ہوا۔ نیٹو کی کیمپین (Campaign) نے ایک چلتے ہوئے ملک کو، ایک بٹے ہوئے اور متفرق اور قبائلی طرز پر لوٹا دیا ہے جہاں داعش نے مضبوطی پکڑ لی ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ یہ بات یاد رکھیں کہ لیبیا میں نیٹو کے آنے سے قبل کوئی دہشتگردوں کے ٹریننگ کیمپس نہیں تھے۔ ویسٹ کی موٹی ویشن (motivation) یہ نہ تھی کہ کوئی جمہوری تبدیلی لائی جائے بلکہ یہی تھی کہ تیل ایکسپلوریشن (exploration) کا دروازہ کھولنا چاہتے تھے اور اکنامک ٹائیز (economic ties) قائم کرنا چاہتے تھے۔ تو یہ ہے امن اور انصاف کے نام پر ظلم کی ایک جھلک۔

پھر اسی طرح بے شمار لکھنے والوں نے عراق جنگ کے غلط ہونے کے بارے میں اور دوسری بے انصافیوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اسلام کی تعلیم دیکھیں جس پر یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں تو وہ سب سے چھوٹی نیکی عدل کو کہتی ہے۔ عدل کوئی بہت بڑی نیکی نہیں۔ اسلام کہتا ہے یہ عدل سب سے چھوٹی نیکی ہے۔ اور یہ عدل و انصاف کا نعرہ لگا کر اس کو بڑی نیکی کہتے ہیں۔ اگر اس پر ہی عمل کر لیں تو پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ دنیا دار ہیں ان کے لئے یہی بہت بڑی نیکی ہے لیکن جہاں ان کے مفادات ہوں وہاں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے عدل کے معیار بھی بدل جاتے ہیں۔

اسلام اس کے لئے ایک خوبصورت معیار قائم کرتا ہے۔ یہ کہ عدل کس طرح قائم کرنا ہے؟ کیا معیار ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ۔ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا۔ اِعۡدِلُوۡا۔ ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (المائدۃ:9) کہ اے ایماندارو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے اِیستادہ ہو جاؤ (کھڑے ہو جاؤ) اور کسی قوم کی دشمنی ہرگز تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

پس یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم۔ دشمنیوں میں بھی غلط بہانے نہیں تراشنے۔ قَوّام کا مطلب ہے کہ صحیح طریق سے کسی کام کو کرنا اور مستقل مزاجی سے کرنا۔ پس انصاف قائم کرنا ہے حقیقی رنگ میں قائم کرنا ہے اور مستقل مزاجی سے قائم کرنا ہے۔ یہ ایک مسلمان کو حکم ہے۔ اور ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے کام کرنے ہیں۔ ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی باریکی میں جا کر انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ ایک مومن کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے اور اس کی تلاش رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا حکم دیتا ہے اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی حقیقی مسلمان کہلاؤ گے۔ انصاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ سامنے رکھو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے دُور نہ لے جائے۔ اب جب دشمن سے عدل و انصاف سے کام لینے کی خدا تعالیٰ مسلمانوں کو تلقین فرماتا ہے تو پھر مزید نیکیوں کی بھی تلقین فرماتا ہے۔

اب جیسا کہ اُس کالم میں لکھنے والے نے لکھا ہے کہ لیبیا کی جنگ یا قذافی کو ہٹانے کے معاشی محرکات تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ تیل کی دولت پر اپنے ہاتھ مزید مضبوطی سے ڈالنا بھی تھا۔ قرآنی تعلیم تو یہ کہتی ہے جس پر انہوں نے اعتراض کیا کہ قرآنی تعلیم دہشت پسندی سکھاتی ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے کہ دوسرے کی دولت کو لالچ کی نظر سے نہ دیکھو! مَیں نے یہ بات جب امریکہ میں سیاستدانوں کے سامنے کہی تو ایک افریقن امیریکن سیاستدان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ جو تم نے بات کہی ہے کہ دوسرے کی دولت پر لالچ کی نظر نہ ڈالو اور ان کی دولت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ یہ بڑی حقیقی اور صحیح بات ہے جس کی ہمیں یہاں بہت ضرورت ہے۔ تو یہ تو ان کا اپنا حال ہے۔ یہ لوگ اسلام پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہیں۔

اب تو ان کے لکھنے والے جیسا کہ میں نے ایک کا ذکر کیا ہے لکھنے لگ گئے ہیں۔ بہت سے حوالے میرے پاس ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بعض شدت پسند تنظیمیں ہماری عراق جنگ اور ان ممالک میں بے انصافی کی پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم میں جو جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرایا اور یہ گرا کر معصوم شہریوں کا قتل عام کیا گیا یہ کونسا انصاف تھا؟ کونسی انسانی ہمدردی تھی جو اس وقت ظاہر ہوئی یا اب یہ کونسا موقع ہے کہ اب اس ایشو کو دوبارہ اٹھایا جا رہا ہے؟ آج بھی یہ لوگ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں آج کہ اُس وقت یہ غلط ہؤا اور اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن آج بھی ان کو اپنے اس فعل پر کوئی شرمندگی نہیں۔

کلفٹن ٹرومین جو کہ پریذیڈنٹ ٹرومین کا نواسہ ہے ایک انٹرویو میں ایٹم بم کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ بہت عظیم چیز تھی۔ اپنے نانا کے بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے جنگ ختم کر دی۔ انہوں نے دونوں اطراف سے ملکوں کی جانوں کو بچا لیا اور یہی میرے نانا نے اپنے فیصلے کے لئے بطور وجہ بیان کی تھی۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں لگتا کہ امریکہ کو کبھی جاپان سے معافی مانگنی چاہئے۔

پھر ایک کالم نگار نے بھی 9/اگست کے Daily Telegraph میں لکھا کہ ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے کی انسانی قیمت جائز تھی۔ تو یہ تو ان کا حال ہے۔ یہ ان کی سوچیں ہیں۔ جنگ فوجوں کے درمیان ہو رہی ہے اور قتل معصوم بچے اور بوڑھے اور عورتوں کا ہو رہا ہے۔ یہ ہے انصاف جس کی یہ توجیہیں نکالتے ہیں کہ یوں نہ ہوتا تو یہ ہوتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان گروہ غلط حرکت کرتا ہے تو اسے یہ اسلامی تعلیم کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو ایسی ہے جو ہر سطح پر عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی تلقین کرتی ہے۔ ظلم و بغاوت کو ردّ کرتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ عدل کرو تو اس قرآنی تعلیم پر سب سے بڑھ کر عمل کرنے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کا اُسوہ نظر آتا ہے۔ ایک شخص جو مسلمان نہیں ہے بلکہ یہودی ہے جب آپؐ کے پاس دادرسی کے لئے آتا ہے اور مسلمان کے خلاف شکایت کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں فریق کی بات سن کر یہودی کے حق میں اور مسلمان کے خلاف فیصلہ فرماتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 336 مسند ابن ابی حدرد حدیث نمبر 15570 عالم الکتب بیروت 1998ء)

آجکل انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں کی سطح پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قرض لئے جاتے ہیں لیکن واپس کرتے وقت کئی بہانے تلاش کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں جو بات ہمیں نظر آتی ہے اور آپؐ کا اُسوہ ہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ قرضدار کو نہ صرف وقت سے پہلے مطالبے پر قرض ادا کرتے ہیں بلکہ احسان کرتے ہوئے کچھ زائد بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ پھر جنگوں کے حوالے سے بھی بات ہو رہی تھی تو جنگی قیدیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗۤ اَسۡرٰی حَتّٰی یُثۡخِنَ فِی الۡاَرۡضِ (الانفال:68) کسی نبی کی شان نہیں کہ وہ اپنے دشمن کے قیدی بنا لے سوائے اس کے کہ باقاعدہ جنگ میں قیدی پکڑے جائیں۔ اس زمانے میں جب یہ عمل عام تھا کہ دشمن قبیلے کے لوگ قیدی بنا لئے جاتے تھے اسلام آواز اٹھاتا ہے کہ یہ عدل اور انصاف کے خلاف ہے کہ جو باقاعدہ جنگ میں شامل ہو کر اسلام کے خلاف نہیں لڑتا اسے قیدی بنایا جائے۔ اگر آجکل اسلام کے نام پر حکومتیں یا نام نہاد حکومتیں یہ کام کرتی ہیں تو یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہ جائز ہی نہیں ہے۔

پھر اسلام ان قیدیوں کے متعلق جو جنگی قیدی ہیں فرماتا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَ اِمَّا فِدَآءً (محمد:5) اور جنگی قیدیوں سے بھی کیا سلوک کرنا ہے؟ فرمایا کہ یا تو احسان کے طور پر انہیں چھوڑ دو یا فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دو۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر جنگی قیدیوں سے سلوک ہے۔ اس زمانے میں جو جنگیں ہوتی تھیں ہر ایک اپنے جنگی سامان کا بھی اور اگر قید ہو جائے تو قید سے رہائی کے لئے بھی ذمہ دار ہوتا تھا اور خود کوشش کرتا تھا یا اس کے خاندان والے اس کا انتظام کرتے تھے۔ تو ان حالات میں بھی بعض دفعہ بعض رشتہ داروں کے دل میں کھوٹ پیدا ہو جاتا تھا کہ مال پر قبضہ کریں اور جو قید میں ہے اسے قید میں ہی رہنے دیں۔ قریبی رشتے دار نہ ہوں تو دُور کے رشتہ دار ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ یا بعض دفعہ کوئی اور وجہ ہو جاتی ہے کہ کوئی شخص فدیہ نہ دے سکے تو فرمایا کہ وَ الَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ فَکَاتِبُوۡھُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِیۡھِمۡ خَیۡرًا وَّ اٰتُوۡھُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اٰتٰکُمۡ (النور:34) کہ تمہارے جنگی قیدیوں میں سے ایسے لوگ جن کو نہ تم احسان کر کے چھوڑ سکتے ہو اور نہ ان کی قوم نے ان کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کروایا ہے۔ اگر وہ تم سے مطالبہ کریں کہ ہمیں آزاد کر دیا جائے ہم اپنے پیشے اور ہنر کے ذریعہ سے روپیہ کما کر اپنا جرمانہ ادا کر دیں گے تو پھر ان کی حالت دیکھ کر اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ آزاد ہو کر روزی کما سکتے ہیں تو انہیں آزاد کر دو۔ بلکہ احسان کا اگلا قدم بھی اٹھایا کہ ان کی اس کوشش میں خود بھی حصہ دار بن جاؤ۔ اور وہ حصہ دار بن کر، مسلمان مل کر اپنے مال میں سے ان کی مالی امداد کریں اور مالی امداد دے کر اسے آزاد کرنے کی کوشش کریں۔

آجکل کے انصاف اور عدل کا نعرہ لگانے والے بھی یہ معیار نہیں دکھا سکتے۔ اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ بعض حقوق انسانی کی تنظیمیں یہ کام کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن جنگی قیدی تو ایک طرف رہے سیاسی اور مذہب کے نام پر جو قید کئے جاتے ہیں ان کو بھی نہیں چھڑوا سکتیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مسلمان بھی دینی تعلیم کو بھول چکے ہیں اگر وہ اس تعلیم پر غور کریں تو بلا وجہ کے جو قیدی بنا لئے جاتے ہیں اور اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے وہ کبھی نہ کریں گے۔

بہر حال اسلام کی تعلیم کا ذکر ہو رہا ہے تو اسلام تو اس حد تک جا کر انسان کی آزادی کے حقوق قائم کر رہا ہے کہ ایک دشمن قوم کا شخص جو اسلام دشمنی میں جنگ میں شامل ہو کر مسلمان کے خلاف تلوار اٹھاتا ہے جب جنگی شکست کی صورت میں یا کسی بھی صورت میں جنگی قیدی بن جاتا ہے تو اسلام کہتا ہے کہ تم احسان سے کام لیتے ہوئے ایسے دشمن کی بھی آزادی کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

کلام الامام

’’ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کلام الامام

’’اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: سکینۃ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ جاپان پر ایٹم بم گرانے کو آج جائز قرار دیا جا رہا ہے جس میں معصوم شہریوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔ اگر تصویریں دیکھیں سیڑھیوں پر ایک شخص وہاں بیٹھا ہے تو وہیں اسی حالت میں رہ گیا اور اس کی کھال پگھل کر لٹک گئی اور اسی طرح وہیں بُت بن گیا۔ پھر جو فوری اموات ہوئیں اس کے بعد تابکاری اثرات کی وجہ سے بہت عرصے تک اموات ہوتی رہیں۔ معذور بچے پیدا ہوتے رہے۔ آج اتنے عرصے بعد جاپان کی اس جنگ کے بارے میں، ایٹم بم کے بارے میں باتیں کرکے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس بات سے ان لوگوں کو شہ دے رہے ہیں جو ظلم کرنا چاہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنگ کی صورت میں جو دشمن حملہ کر رہا ہے اس پر قابو پا لینے کے بعد بھی کسی صورت میں اس کی شکل بگاڑنے کی اجازت نہیں۔ جنگ میں بھی کسی قسم کی دھوکے بازی نہیں کرنی۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تأمیر الامام الامراء...... حدیث نمبر 1731) کسی بچے اور عورت کو نہیں مارنا۔ پادریوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا۔ بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو نہیں مارنا۔

مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 768 مسند عبد اللہ بن عباسؓ حدیث نمبر 2728 عالم الکتب بیروت 1998ء)

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث نمبر 2614)

ہمیشہ صلح اور احسان کو مدّنظر رکھنا ہے۔ اگر دوسرا ملک تمہیں تنگ کرتا ہے اور اگر تمہیں جنگ کی وجہ سے حملہ کرنے کے لئے دشمن ملک میں جانا پڑے اور حملہ ہوتا ہے تو وہاں عوام میں ڈر اور خوف پیدا نہیں کرنا اور عوام الناس پر سختی نہیں کرنی۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر حدیث نمبر 1732)

لڑائی کے قافلے فوجوں کی نقل و حرکت ایسے راستوں سے ہونی چاہئے جس کی وجہ سے عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب ما یؤمر من انضمام العسکر وسعته حدیث نمبر 2629)

دشمن کے منہ پر زخم نہیں لگانا۔

(صحیح البخاری کتاب العتق باب اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجه حدیث نمبر 2559)

دشمن کو کم سے کم نقصان پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جنگی قیدی پر ناجائز سختی کر بیٹھے تو اس قیدی کو فوری آزاد کر دیا جائے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان والنذور باب صحبة المماليك و كفارة لمن لطم عبده حدیث نمبر 1659)

قیدیوں کے آرام کا خیال رکھا جائے۔ اگر رشتے دار قیدی ہوں تو انہیں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے، اکٹھے رکھا جائے۔

(سنن الترمذی ابواب السیر باب فی کراهية التفريق بين السبی حدیث نمبر 1566)

جس شخص کے پاس کوئی قیدی ہو وہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان والنذور باب اطعام المملوك مما یأکل...... حدیث نمبر 1661)

یہ سب باتیں کیا ہیں۔ یہ عدل کو تو بہت پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ یہ تو سب احسان ہے۔ کون ہے جو اس طرح جنگی قیدیوں سے سلوک کرے۔

پس نہ ہی اس تعلیم کا کوئی پہلی تعلیم مقابلہ کر سکتی ہے، نہ ہی آجکل کے انسانی حقوق کا دعویٰ کرنے والوں کے قانون اس اعلیٰ پیمانے کے عدل اور احسان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں تو جو میں نے بتائی ہیں کہ قیدیوں سے یہ یہ کرنا ہے جنگیں جاری رکھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ جنگیں ختم کرنے کے لئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میثاق مدینہ کیا تو مدینہ کے یہود کو بھی وہی حقوق دیئے جو مسلمانوں کے تھے کہ مومنوں کی طرف سے ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور اگر ان پر مومنوں کی طرف سے یا کسی بھی طرف سے کوئی ظلم ہو تو اس ظلم کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 355-354 ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

اب بہت ساری شقوں میں سے یہودیوں کے لئے یہ شق کہ چاہے وہ مدینہ میں رہیں چاہے باہر چلے جائیں امن کی ضمانت دیتی ہے۔ یہ عدل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اگر مسلمان یہ معیار حاصل کریں اور اپنے معاہدات کی پابندی کریں تو کبھی ذلّت کا سامنا نہ کریں۔ مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جبتک وہ اپنے عَہدوں کی پابندی کرتے رہے ان کی ترقی ہوتی رہی۔ جہاں انہوں نے عَہدوں کی پابندی کو چھوڑا، عدل کو خیر باد کیا وہیں ان کی ذلّت شروع ہوگئی۔

دیکھیں عَہدوں کو پورا کرنے کی کیا اعلیٰ مثال ہے کہ جب رومیوں کے حملے کی وجہ سے اسلامی لشکر چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگا تو مسلمانوں نے وہاں کے غیر مسلم لوگوں کا خراج یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ یہ ٹیکس تو ہم نے تمہاری حفاظت اور علاقے کے امن کو قائم کرنے کے لئے لیا تھا جو ہم کر نہیں سکے اس لئے اب ہم اس کے حق دار بھی نہیں ہیں۔ علاقے کے لوگوں نے اس پر جو جواب دیا اور ردّ عمل دکھایا وہ بھی دنیا کی تاریخ کا ایک عجیب باب ہے، سنہری باب کہنا چاہئے جو سنہری حروف میں لکھا جانے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی مذہب کے لوگوں کے ظلموں کا نشانہ بن رہے تھے تم نے آکر یہاں قبضہ کیا اور اپنے عَہد کی پابندی اور عدل کے اعلیٰ معیاروں سے ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اب ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے رومی فوج کو پسپا کیا اور دوبارہ حکومت قائم ہوگئی اور مسلمان جب شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کے باشندوں نے بڑے پُرجوش طریقے پر ان کا استقبال کیا۔

(کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف صفحہ 149 تا 151 فصل فی الکنائس والبیع والصلبان)

کاش کہ آج کی مسلمان حکومتیں بھی اس سے سبق لیں اور اپنوں اور غیروں پر ظلم بند کریں تو ان کی ذلّت اور رسوائی انہیں دنیا کا رہنما بنا دے گی۔ لیکن اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا جو زمانے کا امام ہمیں دے رہا ہے۔

یہ مضمون عدل اور احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کا ایسا ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں بیشمار ارشادات ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی اس سے بھری پڑی ہے۔ پھر اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں بیشمار جگہ اس کے حوالے ملتے ہیں جن کو اگر بیان کیا جائے تو گھنٹوں لگ جائیں جو براہ راست اس آیت کی تشریح میں آپ نے فرمایا ہے۔

ایک اور بات اس وقت مَیں پیش کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولی بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے ایتاء ذی القربیٰ کے جذبے کا اظہار ہے۔ مومنوں کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کے لئے۔ مشرکوں کے لئے بھی کافروں کے لئے بھی اور دوسرے مذاہب کے لئے بھی جس کو خدا تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں محفوظ کر لیا۔ آپؐ کے اللہ تعالیٰ سے دُور ہٹے ہوؤں کے لئے غم اور صرف اس لئے یہ غم کہ لوگ خدا سے دُور ہٹ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی سزا کے مستحق بنیں گے۔ انسانیت کے لئے جو رحم کا جذبہ آپ کے دل میں تھا وہ ماں باپ سے بھی زیادہ تھا۔ وہ آپؐ کو راتوں کو بھی بے چین رکھتا تھا اور دن کو بھی بے قرار کرتا تھا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اس فکر میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہوا تھا۔ اس بے چینی اور بیقراری کو دیکھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4) کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس سے بڑھ کر کُل انسانیت کے لئے قرابت داری کے جذبات کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے درد میں ڈوب کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جذبات ہیں۔ اور پھر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام کے شدت پسند گروہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ عمل دکھا رہے ہیں یا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے بھٹکنے کی وجہ سے یہ عمل دکھا رہے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ حقیقی اسلام پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کو کسی شدت پسند گروہ کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلام پر اعتراض کرنے والے بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور عقل کو استعمال کریں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دیکھیں۔

آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔ یہ انہیں بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔ اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح یہ فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء:4) اللہ تعالیٰ کرے کہ انسانیت کے لئے یہ درد ہم سب میں پیدا ہو جائے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے جذبات اور کیفیات کے لحاظ سے پیدا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ معیار کے مطابق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیا تباہی کی طرف جانے کی بجائے عدل احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بچا لے اور دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق دیتے ہوئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دے اور اُخروی جنت کے بھی سامان اللہ تعالیٰ اس دنیا کے لئے کر دے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہر لحاظ سے حاضری کے لحاظ سے بھی اور موسم کے لحاظ سے بھی اس جلسے کو بابرکت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اپنے اپنے گھروں میں حفاظت سے لے کر جائے۔ دعا کر لیں۔ (دعا)

[دعا کے بعد سٹیج کے سامنے اور سٹیج پر موجود احباب کھڑے ہو گئے تو حضور انور نے فرمایا:]

السلام علیکم۔ ایک منٹ ذرا۔ میرے سامنے جو گرین ایریا میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بیٹھے رہیں ان کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں اور سٹیج والے بھی بیٹھے رہیں۔

[بعد ازاں جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام مختلف گروپس نے دینی نغمات اور ترانے پیش کئے۔]

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26/فروری 2016)

☆......☆......☆

ارشاد حضرت امیر المومنین

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم/جنوری 2016)

طالب دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13/فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

جماعتی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۞ جماعت احمدیہ امروہہ میں مورخہ 31/جنوری 2016 کو مکرم عرفان احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت کے بعد خدام و اطفال نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے حوالے سے تقاریر کیں۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں 100 کے قریب احباب و مستورات نے شرکت کی۔ (نجم الانصاری، مبلغ امروہہ)

۞ جماعت احمدیہ حیدرآباد میں مورخہ 31/جنوری 2016 کو صبح 11 بجے مسجد الحمد سعید آباد میں امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد حمید غوری صاحب صدر حلقہ فلک نما نے کی۔ عزیز سید اُویس احمد نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مکرم طیب خان صاحب مبلغ سلسلہ سعید آباد نے بعنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات، مکرم ڈاکٹر سعید احمد انصاری صاحب نے بعنوان ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنوں اور غیروں سے انصاف'' اور خاکسار نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران تقاریر مکرم شیخ علام الدین صاحب مبلغ فلک نما نے ایک نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' خوش الحانی سے پڑھی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تبلیغی و تربیتی مساعی اور دفتر کا سنگ بنیاد

۞ جماعت احمدیہ فلک نما حیدرآباد میں مسجد کے ساتھ جماعتی دفتر کی تعمیر کے پیش نظر مورخہ 13/جنوری 2016 کو تقریب سنگ بنیاد کا انعقاد کیا گیا۔ محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے اینٹ رکھ کر عمارت کی بنیاد رکھی۔ اس موقع پر افراد جماعت، عہدیداران اور مبلغین سلسلہ بھی موجود تھے۔

۞ ماہ جنوری میں ایک تبلیغی پروگرام کے تحت جماعت احمدیہ حیدرآباد نے بفضلہٖ تعالیٰ 85,920 افراد کو جماعت کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح حیدرآباد کی آبادی کے ایک فیصد سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ 500 سے زائد کتب بذریعہ پوسٹ تقسیم کی گئیں اور 105 سے زائد سرکردہ افراد سے ملاقات کر کے انہیں جماعتی لٹریچر دیا گیا۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدرآباد)

تربیتی کیمپ اور اصلاحِ اعمال کے موضوع پر اجلاسات

۞ جماعت احمدیہ چورو، راجستھان میں مورخہ 22 جنوری 2016 کو خاکسار کی زیر صدارت اصلاح اعمال کے موضوع پر تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم شفیق الاسلام صاحب نے کی، نظم مکرم فاروق احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم شفیق الاسلام صاحب نے حضور انور کے خطبات کی روشنی میں اصلاح اعمال کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر مکرم بھولے خان صاحب صدر جماعت نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (خالد احمد ملکانہ، مبلغ سلسلہ)

۞ مورخہ 24 و 25/جنوری 2016 کو جماعت احمدیہ شولاپور اور ''سانگلی'' کا دو روزہ مشترکہ تربیتی کیمپ منعقد ہوا جس میں دوسرے دن اصلاح اعمال کے موضوع پر بھی تربیتی اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم محمد وسیم خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند، مکرم مزمل تامبولی صاحب صدر جماعت Piliy 4 اور خاکسار نے حضور انور کے اصلاحِ اعمال کے خطبات کی روشنی میں تقریر کی۔ اس موقع پر مقابلہ سوال و جواب میں نمایاں پوزیشن لینے والے افراد جماعت کو انعامات دیئے گئے۔ سیمینار میں شولاپور اور سانگلی سرکل کی دس جماعتوں سے 93 افراد جماعت اور 3 زیر تبلیغ دوستوں نے شرکت کی اور ایک زیر تبلیغ دوست نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ثبات قدم عطا فرمائے۔

(شیخ اسحاق، امیر و انچارج مبلغ شولاپور و سانگلی، مہاراشٹر)

۞ جماعت احمدیہ گیا میں مورخہ 31/جنوری 2016 کو مکرم شمیم الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ گیا کی زیر صدارت اصلاح اعمال کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نعیم الحق صاحب نے کی۔ نظم عزیز عدنان احمد اور کامران احمد نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی دیدار الحق صاحب، مکرم محمد عرفان احمد صاحب اور خاکسار نے اصلاح اعمال کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۞ جماعت احمدیہ پتلاپور، پٹنہ، بہار میں مورخہ 27/جنوری تا 10/فروری 2016 (پندرہ روزہ) تربیتی کلاس منعقد کی گئی۔ جس میں انصار، خدام، لجنہ، ناصرات و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ افتتاحی تقریب مورخہ 27/جنوری 2016 کو مکرم محمد رمضان صاحب صدر جماعت پتلاپور کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم دیدار الحق صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ نظم مکرم محمد ظہیر الدین صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے درس قرآن مجید کی اہمیت و فضیلت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد تربیتی کلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم دیدار الحق صاحب معلم سلسلہ، مکرم ظہیر الدین صاحب معلم سلسلہ، مکرم ظہیر الاسلام صاحب اور خاکسار نے روزانہ کلاس لی جس میں مختلف تربیتی امور سکھائے گئے۔ مورخہ 10/فروری 2016 کو اختتامی تقریب مکرم حافظ شریف الحسن صاحب نائب ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے مختلف تربیتی امور پر تقریر کی۔ بعد ازاں کلاس میں شامل ہونے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ تربیتی کیمپ اختتام پذیر ہوا۔

(حلیم احمد، مبلغ انچارج، گیا و پٹنہ)

مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ کی جانب سے Islam and Science نمائش کا انعقاد

۞ مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ کرناٹک کے زیر اہتمام مورخہ 31/جنوری 2016 کو Islam and Science کے موضوع پر ایک نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں خدام، اطفال و ناصرات نے سائنس کے متعلق اپنے تیس سے زائد موڈلز پیش کئے۔ اس سائنس exhibition کی خبریں دو مقامی اخبارات نے بھی شائع کیں۔

(میر اعظم زکریا، قائد مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ، کرناٹک)

فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
شعبہ نور الاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز
098154-09445
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَکَ   الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS   نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 دسمبر 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ان میں سے بعض نکاح واقفاتِ نو اور واقفین نَو مربیان سلسلہ کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام نکاح جو آج طے پا رہے ہیں ان کو بابرکت فرمائے اور ہر ایک نیا قائم ہونے والا رشتہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والا ہو اور وہ ذمہ داریاں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمائی ہیں جن کی نکاح سے پہلے تلاوت کی جاتی ہے اور ان میں سب سے بڑی ذمہ داری یا سب سے بڑا کام یا وہ اہم بات جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے وہ تقویٰ ہے۔ جب یہ تقویٰ ہو تو پھر ہر کام میں برکت پڑتی ہے چاہے وہ دُنیوی کام ہے یا دینی کام۔ بظاہر دُنیوی کام بھی دینی بن جاتے ہیں۔ ہر کام جو خدا تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دیتا ہے، اس میں برکت ڈالتا ہے، چاہے وہ دنیوی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اس وجہ سے ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن جاتا ہے، اس کا بھی اس کو ثواب ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ہر کام جو کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہے، تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے کرنا ہے، سچائی پر قائم رہتے ہوئے کرنا ہے اور اس دنیا سے زیادہ آئندہ دنیا پر، مرنے کے بعد کی زندگی پر، نظر رکھتے ہوئے کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مبلغین سلسلہ اور واقفین زندگی ہمیشہ یاد رکھیں کہ ان کے گھر دوسروں کے لئے نمونہ ہونے چاہئیں۔ ان کے رشتے مثالی ہونے چاہئیں۔ انکے ایک دوسرے کیلئے حقوق ایسے ہوں جس کو پھر لوگ اس نظر سے دیکھیں کہ ہمیں بھی ایسا بننا چاہئے اور واقفین زندگی، مربیان سلسلہ سے جن بچیوں کے رشتے طے ہو رہے ہیں ان کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقفِ زندگی سے بیاہ کر کے وہ بھی وقف زندگی کی صف میں آ رہی ہیں۔ اسلئے ان کی بھی وہ ذمہ داریاں ہیں جو واقف زندگی نے نبھانی ہیں اور اس میں انکی بیویوں نے مددگار بننا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ باتیں ہر نئے قائم ہونے والے رشتے کو چاہے وہ ایک عام احمدی کا رشتہ ہے یا واقف زندگی کا رشتہ ہے یاد رکھنی چاہئیں کہ اگر تقویٰ مدنظر ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہو گی تو ہمیشہ گھروں میں خوشیاں قائم رہیں گی اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں گی، جماعت سے وابستہ ہوں گی۔ اللہ کرے کہ یہ تمام قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کو ملحوظ رکھنے والے ہوں۔

ان چند باتوں کے بعد اب مَیں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

پہلا نکاح ہے عزیزہ سعدیہ عصمت آیت اللہ۔ یہ بھی واقفۂ نو ہیں۔ مکرم قمر آیت اللہ صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عطاء الرحمٰن خالد صاحب مربی سلسلہ سے جنہوں نے یوکے سے جامعہ احمدیہ پاس کیا ہے تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ حانیہ انور بنت مکرم انور احمد قریشی صاحب کراچی کا ہے جو عزیزم عاطف اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور ہمارے یہ مربی پاکستان میں ہیں۔ مکرم اعجاز احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور ان دونوں کے، لڑکا اور لڑکی کے وکیل یہاں موجود ہیں۔ مکرم محمد رفیع الزمان صاحب لڑکی کے اور مکرم پرویز احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ اسیفہ محمود بنت مکرم محمود عالم صاحب کا ہے جو عزیزم فضل عمر صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم انور احمد قریشی صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے ۔دولہا یہاں نہیں ہے، مکرم محمد رفیع الزمان صاحب ان کے وکیل ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ سویرا منیر بنت مکرم منیر اختر کملانہ صاحب کا ہے جو عزیزم عارف محمود ابن مکرم شیخ محمد احمد صاحب شہید کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ عزیز جب مردان میں ان کے والد شہید ہوئے تھے تو ان کو بھی گولی لگی تھی، یہ زخمی ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، بچا لیا۔ لڑکی کے وکیل مکرم حارث بلال منیر صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ حمیرہ پروین بنت مکرم بشارت احمد صاحب کا ہے جو عزیزم شاہد محمود واقف نو ابن مکرم محمود عالم صاحب کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ فائقہ ناصر بنت مکرم ناصر احمد تارڑ صاحب کا ہے جو عزیزم محمد اظفر منہاس ابن مکرم محمد سرور منہاس صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ فائزۃ الاسلام بنت مکرم سید ظفر محمود شاہ صاحب کا ہے جو عزیزم سید مطاہر جمال ابن مکرم سید نور المبین شاہ صاحب آسٹریلیا کے ساتھ دس ہزار آسٹریلین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکا یہاں نہیں ہے ان کے وکیل مکرم حافظ فضل ربی صاحب ہیں۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

نماز جنازہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2 فروری 2016 بروز منگل نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆ عزیزم حامد الدین، آف کرائیڈن

(ابن مکرم صلاح الدین صاحب)

30 جنوری 2016 کو بعارضہ کینسر 25 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا مکرم ماسٹر لعل دین صاحب کا تعلق قادیان سے تھا۔ آپ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل تھے۔ بہت ملنسار، دیندار اور نیک نوجوان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب

(سابق صدر انصار اللہ، جرمنی)

4 جنوری 2016 کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ آپ 1970 کی دہائی میں جرمنی آئے تھے اس سے قبل ربوہ میں مختلف سکولوں کے انچارج اور ہیڈ ماسٹر رہے۔ آپ کا شمار جماعت جرمنی کے ابتدائی ممبران میں ہوتا ہے۔ آپکو جرمنی کے پہلے افسر جلسہ سالانہ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ لمبا عرصہ فرنکفرٹ سٹی کے صدر اور بعد میں امیر رہے۔ آپ کو چند سال صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔ 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ آپ لمبا عرصہ بیمار رہے لیکن تمام عرصہ بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، بہت مشفق، ہر ایک کی مدد کرنے والے، سچے اور صاف دل کے مالک، ایماندار، خاموش طبع، نیک اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت کے وفادار اور خلافت سے عشق کی حد تک پیار کرنے والے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم ناصر احمد ناصر صاحب

(ابن مکرم فتح محمد صاحب، لاٹھیانوالہ فیصلہ آباد)

17 جنوری 2016 کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے اپنی جماعت میں سیکرٹری مال کے علاوہ سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بہن اور تین بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ○لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ○ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

"خدا کی قسم"

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

وَسِّعۡ مَکَانَکَ

الہام حضرت مسیح موعودؑ

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

Mohammad. Janealam Shaikh

52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street

Bhishti Mohalla, Mumbai-09

e-mail: intactconstructions@gmail.com

Mob. +91- 7738340717, 9819780273

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7756: میں شاذیہ تبسم بنت مکرم منظور احمد مشتاق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھری رلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نبیل احمد بھٹی   الامۃ: شاذیہ تبسم   گواہ: وسیم احمد ماجد

مسل نمبر 7757: میں عافیہ باسط بھٹی بنت مکرم عبد الباسط بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 16 سال پیدائشی احمدی ساکن بڈھانوں ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نثار احمد اختر   الامۃ: عافیہ باسط بھٹی   گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 7758: میں احسان باسط بھٹی ولد مکرم عبد الباسط بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نثار احمد اختر   العبد: احسان باسط بھٹی   گواہ: محمد شبیر

مسل نمبر 7759: میں سرفراز احمد اختر ولد مکرم نثار احمد اختر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھری رلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد شبیر مبشر   العبد: سرفراز احمد اختر   گواہ: نثار احمد اختر

مسل نمبر 7760: میں کامران باسط بھٹی ولد مکرم عبد الباسط بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ضلع راجوری صوبہ جموں اینڈ کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نثار احمد اختر   العبد: کامران باسط بھٹی   گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 7761: میں خواجہ عبد الغنی کیپٹن ولد مکرم خواجہ حاجی جمال الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 71 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ڈاکخانہ راکی بان ضلع راجوری صوبہ جموں اینڈ کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان بمقام بڈھانوں، زمین بمقام بڈھانوں 20 کنال، مکان بمقام راجوری شہر میں 2 منزلہ، مکان بمقام لورکوٹ 3 مرلہ پر مشتمل، زمین بمقام لورکوٹ 10 کنال۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/33,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبد الباسط   العبد: خواجہ عبد الغنی   گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 7762: میں زبین صبا زوجہ مکرم محبوب باشا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال تاریخ بیعت 2000، ساکن اونیاپورم، مدورائی، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1001 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ قادر نواز   الامۃ: زبین صبا   گواہ: کے۔وی۔محمد طاہر

مسل نمبر 7763: میں ایس۔شیخ قادر نواز ولد مکرم سلطان الہٰ دین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن w-21/1/1 چوکو پلّائی نگر، 4 اسٹریٹ، سی۔اے۔ایس نگر، اونیاپورم، مدورائی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے۔وی۔محمد طاہر   العبد: ایس۔شیخ قادر نواز   گواہ: کے۔اے۔عبد المنیف

مسل نمبر 7764: میں ایس۔ادریس احمد ولد مکرم ایس۔سہیل احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن w-21/1 جواہر نگر، ایم۔ایم۔سی کالونی، اونیاپورم، مدورائی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے۔وی۔محمد طاہر   العبد: ایس۔ادریس احمد   گواہ: کے۔اے۔عبد المنیف

مسل نمبر 7765: میں غوثیۃ النساء بنت مکرم عبد القادر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن اونیاپورم، مدورائی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک قطعہ زمین 6 سینٹ بمقام ترومنگلم۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے۔وی۔محمد طاہر   الامۃ: غوثیۃ النساء   گواہ: ایس بخشی شریف

مسل نمبر 7766: میں ایس زبیر احمد ولد مکرم ایس سہیل احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 15 سال پیدائشی احمدی، ساکن w-21/1 جواہر نگر، ایم۔ایم۔سی کالونی، اونیاپورم، مدورائی، بقائمی ہوش وحواس بلا

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

جبر واکراہ آج بتاریخ یکم رفروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے.وی.محمد طاہر العبد: ایس.زبیر احمد گواہ: کے.اے.عبدالمنیف

مسل نمبر 7767: میں ایس.بخشی شریف ولد مکرم سلطان الہٰ دین صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن اونیا پورم، مدورائی،تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم رفروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: کے.وی.محمد طاہر العبد: ایس.بخشی شریف گواہ: کے.اے.عبدالمنیف

مسل نمبر 7768: میں ایس.صغریٰ پروین زوجہ مکرم ایس.سلیم احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلرنگ عمر 36 سال تاریخ بیعت 1995، ساکن H9/2 لویل امرتم اپارٹ،1st مین روڈ، ایم.ایم.ڈی.اے.کالونی، مدوراوروئل،چنّئی،تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد نیکلیس 24 گرام،ایک عدد چین 48 گرام، دو عدد چین 64 گرام،انگوٹھیاں 4عدد 20 گرام، انگوٹھیاں 3عدد 16 گرام (تمام زیور 22 کیریٹ کے ہیں)،حق مہر: -/18,000 روپئے وصول شد۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایس.سلیم احمد الامۃ: ایس.صغریٰ پروین گواہ: ایم.نور محمد

مسل نمبر 7769: میں Z.Rahmat nisa زوجہ مکرم ایچ.ضیاء الدین صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال تاریخ بیعت 1995، ساکن نمبر 6،Porur، 2nd Street،kosipet ضلع چنّئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: چین 20 گرام،انگوٹھی 5 گرام، انگوٹھی 4 گرام،چین 8 گرام،حق مہر 20 گرام زیور طلائی (تمام زیورات 22 کیریٹ کے ہیں)۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب الامۃ: Z.Rahmat nisa گواہ: ایچ.زیا الدین

مسل نمبر 7770: میں اے.نظیمہ بیگم زوجہ مکرم ایس.اے.کدھورو محمد صاحب،قوم احمدی مسلمان، پنشنر عمر 64 سال تاریخ بیعت 1994، ساکن 32/21 Pulidevan 1st cross street،1st floor M.G.R Nagar ضلع چنّئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: -/10,000 روپئے وصول شد،زمین 6 سینٹ بشمول مکان 800sqf، زیور طلائی: 68 گرام 22 کیریٹ،میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/20,707 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجید الامۃ: اے.نظیمہ بیگم گواہ: کیدھورو محیٔ الدین

مسل نمبر 7771: میں سفینہ بیگم زوجہ مکرم ایس.بشارت صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن 654/11, 5th street Astalakshmi Nagar, Alappkkam Porur,Chennai، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد چین 12 گرام، دو عدد انگوٹھی 3 گرام (تمام زیور 22 کیریٹ کے ہیں)،حق مہر: 32 گرام زیورات وصول شد۔میرا گزارہ آمد ازجب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب الامۃ: سفینہ پروین گواہ: ایس.بشارت

مسل نمبر 7772: میں ایس.عرفانہ پروین زوجہ مکرم رحمت اللہ صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن 164, 5th street Astalakshmi Nagar, Alappkkam Porur,Chennai، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک پلاٹ 2100sqft بمقام mylana،ایک پلاٹ نمبر O بلاک G2 بمقام آکاش نگر 765sqft،کل زیور طلائی 182 گرام۔میرا گزارہ آمد از جائداد سالانہ -/60,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب الامۃ: ایس.عرفانہ پروین گواہ: رحمت اللہ

مسل نمبر 7773: میں کے.فاطمہ زنوبا بیگم زوجہ مکرم اے.آر.حنیف احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 51 سال پیدائشی احمدی ساکن نمبر 2، ارونا میکا اپارٹمنٹ،فلیٹ نمبر 2،این.جی.او.نگر، الاپّاکن، چنّئی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29رجنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: 20 گرام زیورات وصول شد، زیورات: کل وزن 64.470 گرام۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب الامۃ: کے.فاطمہ زنوبا بیگم گواہ: اے.آر.حنیف احمد

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 20

رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ یعنی بچاؤ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کو آگ سے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیرو اگر دوسرے غیر احمدی سے بیاہی گئی تو خاوند کی وجہ سے یقینا وہ احمدیت سے دور ہو جائیگی یا کڑھ کڑھ کر مر جائے گی۔

پس یہ تفرقے نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش ہے لیکن یہ خیال اُسے ہی آ سکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح کو سمجھے اور اس میں لڑکے بھی شامل ہیں وہ احمدی لڑکے جو احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں سے شادی کرتے ہیں۔ پس لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر اپنے آپ کو وہ احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں جب شادی کا وقت آئے۔ اپنی دُنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں جانے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔ ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کرلے۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس بارے میں احتیاط نہ کی گئی، اس طرف بہت زیادہ رجحان ہونے لگ گیا ہے اب، تو پھر آئندہ مزید یہ رجحان بڑھتا چلا جائے گا اور پھر نسل میں احمدیت نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کسی پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق تجویز کی تھی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام ایک رجسٹر پر لکھے جائیں اور آپ نے یہ رجسٹر کسی شخص کی تحریک پر کھلوایا تھا۔ اس نے عرض کیا تھا کہ حضور شادیوں میں سخت دقت ہوتی ہے آپ کہتے ہیں کہ غیروں سے تعلق پیدا نہ کرو اپنی جماعت متفرق ہے۔ اب کریں تو کیا کریں؟ ایک ایسا رجسٹر ہو جس میں ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں جن کے رشتہ نہیں ہوئے تا رشتوں میں آسانی ہو۔ اسی شخص کی جس نے یہ تجویز پیش کی تھی ایک لڑکی تھی۔ جب ایک رشتہ آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کے گھر رشتہ بھجوا دیا لیکن اس نے نہایت غیر معقول عذر کر کے رشتے سے انکار کر دیا اور لڑکی کہیں غیر احمدیوں میں بیاہ دی۔ جب حضرت صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے میں شادیوں کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا اور اس طرح یہ تجویز رہ گئی لیکن اگر اس وقت یہ بات چل جاتی تو آج احمدیوں کو وہ تکلیف نہ ہوتی جو اب ہو رہی ہے۔ بعض دفعہ ایک انکار جو ہے نبی کے سامنے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے جماعت کے لئے۔ وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی انا میں آ کر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں۔ بعض جگہ میں نے بھی کہا کہ رشتہ کرلو لیکن اَنا کی وجہ سے انکار کیا۔ بہرحال اگر ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا تو اب میری بات کا انکار کرنا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے لیکن پھر ایسوں کے انجام بھی بڑے بھیانک ہو جاتے ہیں۔ پس اگر احمدی لڑکے اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔ بیاہ شادی کے بارے میں ایک یہ مسئلہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو۔ لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ سوائے ان مستثنیات کے جن کا استثنا خود شریعت نے رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یہ شریعت کے خلاف فعل ہے کہ محض لڑکی کی رضا مندی دیکھ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا جائے۔ پس جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نہ ہی ماں باپ کو اتنی سختی بلا وجہ کرنی چاہئے کہ جھوٹی غیرت کے نام پر رشتہ نہ کریں اور قتل تک ظالمانہ فعل کرنے والے بن جائیں اور نہ ہی لڑکیوں کو اسلام اجازت دیتا ہے کہ خود ہی گھر سے جا کر عدالتوں میں یا کسی مولوی کے پاس جا کے شادی کر لیں یا نکاح پڑھوا لیں۔ اگر بعض مجبوری کے حالات ہیں تو لڑکیاں بھی خلیفہ وقت کو لکھ سکتی ہیں جو حالات کے مطابق پھر جو بھی معروف فیصلہ ہو گا وہ کرے گا۔

پس اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو لڑکیاں سامنے رکھیں گی اور لڑکے بھی سامنے رکھیں گے تو خدا تعالیٰ بھی پھر فضل فرمائے گا۔ ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعودؓ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اس سے محبت کے لئے، ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے اور ان صفات کے ذریعہ سے ذاتی تعلق بڑھایا جائے پھر اللہ تعالیٰ سے محبت کا صحیح ادراک تبھی حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ دنیاوی ظاہری تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی قربت ہو یا اس کی کم از کم کوئی تصویر سامنے ہو تا کہ پسند اور تعلق کا اظہار ہو۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔

اب ایک واقعہ غیر از جماعت مولویوں کا بیان کرتا ہوں جو لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کس طرح ان کے دلوں میں بغض اور کینہ بھرنے کی کوشش کرتے تھے ورغلاتے تھے۔ کس طرح جھوٹ بولتے تھے اور بولتے ہیں اب بھی اور آپ پر کیسے کیسے الزام لگائے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی لوگ ساحر کہتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

مجھے یاد ہے کہ ایک دوست نے سنایا کہ فیروز پور کے علاقے میں ایک مولوی تقریر کر رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں اور قادیان میں ہرگز نہیں جانا چاہئے اور اس کذاب نے لوگوں کو اپنا ایک من گھڑت واقعہ بھی اپنی بات کی تائید میں سنا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ موقع پر ہی ان کے جھوٹ کھول دیتا ہے چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا اسی مجلس میں ایک غیر احمدی وکیل بھی بیٹھے ہوئے تھے لیکن شریف النفس تھے غیر احمدی تھے جو کسی زمانے میں حضرت خلیفہ اول کے پاس علاج کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں احمدی نہیں ہوں مگر میں علاج کے لئے خود وہاں ہو کر آیا ہوں اور وہاں رہا ہوں مولوی نے جتنی بھی باتیں کی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہاں جادو ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو ماریں پڑتی ہیں گالیاں دی جاتی ہیں بے عزت کیا جاتا ہے ان کو مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے پھر بھی یہ فدائی رہتے ہیں اور احمدیت کو نہیں چھوڑتے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو مار پیٹ گالی گلوچ اور نقصانات کی وجہ سے ڈر جانا چاہئے مگر ان پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا یقینا کوئی جادو ہوتا ہے اس لئے یہ اس طرح اپنے ایمان پے قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جھوٹے مولویوں سے بھی امت کو بچائے اور لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے مکرمہ سکینہ ناہید بنت مکرم محمد دین صاحب مرحوم اور مکرم شوکت غنی صاحب شہید ابن مکرم قاضی عبد الغنی صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆......☆......☆

ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات 2016 کی تاریخوں کا اعلان

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان دارالامان میں درج ذیل تاریخوں میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے انعقاد کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب و مستورات اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کریں۔

- اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 18 تا 20/اکتوبر 2016 (بروز منگل، بدھ، جمعرات)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع، حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320
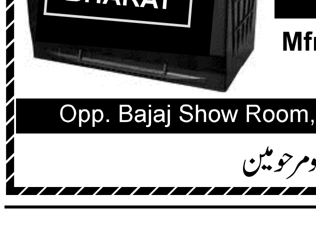
BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 14 April 2016 Issue No. 15

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی

احمدی لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر اپنے آپ کو وہ احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں اپنی دُنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں جانے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 08-اپریل 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں کہ ہمارے کام ہمارے عمل ہمارے فیصلے قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر کسی معاملے کی قرآن سے اور حدیث سے وضاحت نہ ملے تو پرانے علماء جو گزرے ہیں ان کے قول اور ان کے فیصلوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ہمیں اپنے مسائل کے فیصلے کس طرح کرنے چاہئیں کہاں سے رہنمائی لینی چاہئے تو آپ علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ہمارا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے تو پھر اسے حدیث میں تلاش کیا جائے اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلال امت کے مطابق فیصلہ کیا جائے یا امت میں جو فیصلے ہوئے ہیں اور جو دلیلیں دی گئی ہیں اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سنت حدیث سے اوپر ہے اس لئے جو باتیں سنت سے ثابت ہیں بہرحال ان پر تو عمل ہونا ہی ہے اس کے بعد پھر حدیث کا نمبر آتا ہے۔ سنت وہی ہے جو کام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا اور آگے صحابہ نے اس سے سیکھا پھر صحابہ سے تابعین نے سیکھا پھر تبع تابعین نے سیکھا اور پھر یہ امت میں جاری ہوا۔ بہرحال حضرت مصلح موعود اس مضمون کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو بعض دفعہ نیکی سر پہ سوار ہو جاتی ہے اس حد تک اس میں آگے بڑھ جاتے ہیں کہ غلو سے کام لینے لگ جاتے ہیں اپنی جان کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں یا اپنے پر ظلم کرتے ہیں یا بعض ایسے لوگ ہیں بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو سرسری لیتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی طرف جس طرح توجہ کرنی چاہئے وہ توجہ نہیں کرتے۔ پس یہ دونوں قسم کے لوگ ہیں جو افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے باہر نکلتے ہیں۔ نیکی میں بڑھنے والوں کی بھی بعض مثالیں ہوتی ہیں ایک عورت کی مثال آپ نے دی جو ناجائز طور پر نیکی کے نام پر ایک کام کرنا چاہتی تھی جو اصل میں نیکی نہیں ہے کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اس واقعہ میں جو میں بیان کروں گا ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض دفعہ اپنی خوابوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ ان کا وہ مقام نہیں ہوتا کہ یہ کہا جائے کہ ان کی ہر خواب سچی ہے اور اس کا کوئی مطلب ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی اس کے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ کہنے لگی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعود کی بیماری کے دنوں کی بات ہے شروع میں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں میں نے کہا کہ تیری خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق کرنی پڑے گی۔ پس جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہرحال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔

پس خوابوں کو بنیاد بنانا کسی بات کے متعلق چاہے وہ نیکی کی بات ہی ہو اور اپنے آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا جس کی طاقت نہ ہو یہ چیز غلط ہے نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر صالح عمل ہے اور بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ کے طور پر کھڑا کرنا ہو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل مختلف ہوتا ہے وہ عام لوگوں میں سے نہیں ہوتے۔ ان کا کسی عام فرد سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس واقعہ سے شاید کسی کو یہ بھی خیال ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو اسکے متعلق ایک تو واضح ہو کہ آپکو خدا تعالیٰ نے نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا تھا دوسرے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے اور اس ضمن میں کیا نصیحت فرمائی ہے مَیں وہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ہر ایک کو صلاح نہیں دیتا کہ وہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجا لانا چھوڑ دیا۔ پس آپکو یہ خدا تعالیٰ نے مقام دینا تھا اس کی وجہ سے اجازت ہوئی پھر اس پر آپنے عمل نہیں کیا اس کے بعد کبھی کبھی فرمایا کہ میں روزے رکھ لیتا تھا نیز دوسروں کو بھی اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرح کرنے سے منع فرمایا آپ نے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے آ کر ایک جماعت بنا کر ایک فساد پیدا کر دیا اور مسلمانوں میں آپ نے ایک تہتروا ں فرقہ بنا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تفرقے کم کئے جاتے یہ الٹا ایک زائد فرقہ بنا کر مزید تفرقہ ڈال دیا تو یہ باتیں یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت یہ باتیں کہی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی الزام مکہ والے لگاتے تھے کہ بھائی بھائی کو جدا کر دیا ہمیں آپس میں پھاڑ دیا تفرقے پیدا کر دیئے دشمنیاں پیدا کر دیں حالانکہ فساد کی حالت تو ان میں پہلے سے تھی اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا ہے، تھا اور اب بھی ہے کہ فساد کی حالت ان میں موجود ہے۔ نبی تو اللہ تعالیٰ اس لئے بھیجتا ہے کہ فساد کی حالت کو دور کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یہ لوگ ایک بننے کی کوشش کریں۔ پس جو ایمان لاتے ہیں وہ امن میں آتے ہیں ایک وحدت بن جاتے ہیں فسادوں سے دور ہٹ جاتے ہیں اور دوسرے جو ہیں مخالفین جو ہیں وہ فسادوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اب ہمارے خلاف چاہے جتنے مرضی مخالفین مخالفت کرتے رہیں لیکن آپس میں پھر بھی یہ لوگ پھٹے ہوئے ہیں دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں ایک نہیں ہیں آپس میں سر پھٹول ان کی ہوتی رہتی ہے تو بہرحال جب تک یہ نہیں مانیں گے امام کو یہ اسی طرح ہوتا رہے گا چاہے ہمیں یہ مسلمان کہیں یا غیر مسلم کہیں یا جو بھی یہ نام لیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی حقیقی مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ حضرت مصلح موعود انہی فسادوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ ایک دوست نے سنایا کہ ایک مرتبہ ایک اہل حدیث حنفیوں کی مسجد میں ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہا تھا۔ التحیات میں اس نے انگلی اٹھالی تشہد کے وقت اس کا انگلی اٹھانا تھا کہ تمام مقتدی نمازیں توڑ کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حرامی حرامی کہنا شروع کر دیا۔ یعنی ان کا حنفیوں میں سے ایک عقیدہ ہے کہ انگلی تشہد پہ نہیں اٹھاتے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں نماز توڑنا کتنا جرم ہے نماز توڑ کر اس کی انگلی کو ہی دیکھ رہے تھے نماز توڑ کر اس کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ فساد حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے پہلے ہی سے تھے مسیح موعود نے تو آ کر اصلاح کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اسی تفرقے کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے آ کے مزید تفرقہ ڈال دیا اور پہلے ہی اتنا فساد پھیلا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنا اچھا دودھ سنبھالنے کے لئے دہی کے ساتھ ملا کر رکھتے ہیں یا علیحدہ۔ دودھ کو اگر سنبھالنا ہو تو دہی سے علیحدہ رکھتے ہیں کیونکہ کہیں چھینٹا وغیرہ نہ پڑ جائے اس پے کیونکہ دودھ اس سے خراب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دہی کے ساتھ اچھا دودھ ایک منٹ بھی اچھا نہیں رہ سکتا۔ پس فرستادہ جماعت کا درماندہ جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا یہ جو علیحدہ جماعت قائم کی یہ ایک فرستادے کی جماعت ہے اور اس کا ان لوگوں سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا جو بگڑے ہوئے ہیں جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad